کیا جس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آئی ہے اور اللہ کا نام لے کر افغانستان کے نہتے عوام نے جدید اسلحوں سے لیس کمیونسٹوں کا ایسا مردانہ وار اور مجاہدانہ مقابلہ کیا جس پر دنیا عش عش کر اٹھی۔ یہاں تک کہ تاریخ ساز افغانوں نے ایک سپر طاقت کے مقابلے میں اپنی بہادری اور سرفروشانہ کردار کا لوہا منوالیا۔ ہمارے اس عظیم اسلامی جہاد کے دوران افغانستان کے فوجی جوانوں، سکولوں کے طالب علموں، خواتین، ماؤں اور بچے بچے نے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہونے والی ہے۔ ہمارے دشمن نہایت رسوائی اور ذلت سے اپنی شکست کا اعتراف کیا ہے۔ اور وہ اب اس اعلان کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ: روس آئندہ جارح بن کر کسی کی آزادی چھیننے کی کوشش نہیں کرے گا۔ آج روس افغانستان میں مجاہدین کی حکومت تسلیم کرنے کو بھی آمادہ ہونے والا ہے۔ بظاہر تو روس نے ایسا اعلان نہیں کیا ہے۔ لیکن بعض اسلامی شخصیتوں کے نام روسی وزیر خارجہ کے خط و کتابت سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ اس امر سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ افغان مجاہدین اپنی جدوجہد میں روسی غاصب افواج پر غالب آچکے ہیں۔ اور اس کے بغیر کہ وہ افغان مجاہد عوام کی حکومت کو تسلیم کریں اس کے لئے کوئی چارہ نہیں ہے۔

میرے عزیز بھائیو! ایک ملک کا نظام حکومت اور اسی نظام کو چلانے والا حاکم اگر عوام کی مرضی کے خلاف لایا جائے تو ایسی حکومت کا قیام اور چلنا غیر یقینی ہے۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ہم پر ہماری مرضی کے خلاف لوگوں کو مسلط کیا جائے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ کام انہونی ہے۔ چنانچہ گزشتہ نو برسوں کے دوران روس اپنی دو لاکھ مسلح افواج کی مدد سے بھی ہم پر اپنی مرضی اور پسند کی حکومت مسلط نہ کرسکا۔ لہٰذا دنیا کا کوئی بھی ملک اور کوئی بھی بڑی سے بڑی طاقت ہم پر ہماری مرضی کے خلاف حکومت یا حاکم مسلط نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کریگا تو یہ اس کی ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔

میرے بھائیو! جیساکہ آپ کو علم ہے کہ چند دنوں پہلے جنیوا معاہدے پر دستخط ہوگئے۔ مگر جنہوں نے معاہدے پر دستخط کئے ہیں انہوں نے دو اہم نکتوں کو فراموش کیا ہے: پہلا یہ کہ روسی افواج مجاہدین کے مجاہدانہ کردار کے نتیجے میں شکست کھا کر مجبوراً افغانستان سے نکل رہا ہے۔ نہ کہ وہ معاہدے کے تحت افغانستان سے نکل رہا ہے۔ ہم جنیوا معاہدہ کو مسترد کرتے ہوئے اپنے مجاہد اور مہاجر بھائیوں کو ان کی اس شایانِ شان کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

۲. روس جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے کے نتیجے میں دنیا والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ گویا افغانستان پر بیرونی حملہ آوروں نے حملہ کیا تھا اور وہ جارحوں کے خلاف کٹھ پتلی حکومت کا دفاع کرنے آئے تھے۔ اب جب کہ جارحیت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ ہم ایک معاہدے کے تحت واپس جا رہے ہیں حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ روسی خون آشام جلاد تھے اگرچہ افغانوں کا نہایت بے دردی سے قتل کرنے اور لوٹ مار کے لئے آئے تھے۔ ان کی اس وحشیانہ کاروائیوں کے نتیجے میں ہمارے ڈیڑھ لاکھ بے گناہ اور نہتے مرد و زن، پیرو جوان جن میں دانشور علماء، فضلاء کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا کر انہیں تہ تیغ کیا۔ ہمارے پانچ ملین سے زائد افغان عوام کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ جنت نما افغانستان کو کھنڈرات میں بدل ڈالا اب جبکہ روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے پاؤں افغانستان کی سرزمین پر نہ جم سکے ہر محاذ پر شکست اور رسوائی سے سامنا ہوا۔ تو مجبوراً افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ لازم تو یہ تھا کہ پہلے روسیوں کو جنیوا مذاکرات کے دوران افغانستان میں رونما ہونے والے دلخراش واقعات کی جرم میں انہیں ملزم ٹھہرایا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے۔ وہ لوگ جو جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ڈیموکریسی کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ انہی کے ملک تک محدود ہے؟ کیا مسلمانوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں ہی میں سے اپنے لئے ایک مسلمان راہنما کا چناؤ کریں اور ایک اسلامی حکومت کو تشکیل

دیں؟ اب افغان مسلمان عوام کا یہ حق ہے کہ وہ افغانستان میں اپنی مرضی کی ایک اسلامی حکومت بنائیں اور اس کام سے انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔

وہ لوگ جو افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہیں۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ افغانستان میں مجاہدینِ اسلام برسرِ اقتدار نہیں آئیں گے اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا وجود عمل میں نہیں آسکتا۔ درحقیقت ایسے لوگ ہمارے اسلامی انقلاب کے سیلاب کے سامنے ریت کے بند باندھ رہے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے جیالے اور دلیر مجاہدوں کے قہر اور غضب کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔

وہ لوگ جو افغانستان میں مجاہدین کی جانب سے قائم ہونے والی حکومت سے خوفزدہ ہیں۔ اس امر کا مطلب صرف ایک نکتے میں پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ عوام کے مصمم اور نیک ارادوں سے خوف زدہ اور ہراساں ہیں وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ملت کے نمائندے حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں، لیکن ان لوگوں کو جان لینا چاہیئے کہ قوم کے ارادے اللہ تعالیٰ کے ارادوں ہی سے سرچشمہ لیا کرتا ہے۔ وہ جو کچھ اللہ پسند فرماتا ہے، ہماری قوم کے لئے قابل قبول ہے۔ ہمیں اپنے سیدھے راستے سے کوئی بھی طاقت منحرف نہیں کر سکتی۔

وہ لوگ اور وہ قومیں جو آج کل افغانستان کے بارے میں فکرمند ہیں۔ انہیں بھی یہ حقیقت جان لینی چاہیئے کہ جو لوگ افغان عوام کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی روابط قائم رکھنا چاہتے ہیں، تو ان کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ فی الفور افغان مجاہدین کی تشکیل کردہ حکومت کو تسلیم کرکے ان کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔

اسی طرح ہم روسیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ابھی بھی اُن کے لئے کافی وقت ہے کہ وہ وقت گنوائے بغیر افغان مسئلے کے بارے میں موجودہ مسائل کو افغان مجاہدین کے ساتھ بیٹھ کر حل کریں۔ اگرچہ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے سے پہلے موجودہ مسائل پر براہ راست مذاکرات کا آغاز کرتے۔ اگر کل وہ ایسا نہ کر پائے تو آج بھی اُن کے لئے وقت ہے۔ ہاں: روسیوں کو یہ حق نہیں دیا جائے گا۔ کہ وہ اپنی کٹھ پتلی حکومت کی بقا کے لئے مزید اصرار کرے اگر وہ اس بارے میں مزید اصرار کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ روس اپنی استعمار گری اور دشمنی کو افغان عوام کے خلاف مزید ہوا دینا چاہتا ہے۔

روسیوں کو چاہیئے کہ وہ اس سنہرے موقع کو ضائع نہ کریں اور جلد از جلد کابل کی کٹھ پتلی اور منفور انتظامیہ کی حمایت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں اور دونوں ملکوں یعنی افغانستان اور روس کے مستقبل کے بارے میں ہمارے ساتھ مشورہ کریں۔ روسیوں کا بھی یہی مدعا ہے کہ وہ افغانستان کو اپنا ایک دوست ملک دیکھنا چاہتا ہے۔ ایک دوست ملک تو وہاں کے عوام کے امنگوں اور آرزوؤں سے معرضِ وجود میں آسکتا ہے، مٹھی بھر غلاموں اور بیرونی ایجنٹوں کے ذریعے نہیں آسکتا۔ وہ جو اپنے ایک نوکر اور غلام کو افغان عوام پر مسلط کریں اور پھر اُن سے یہ توقع رکھیں کہ افغانستان ان کا دوست ملک ہے ایک دیوانے کی خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

ہم ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ روس جتنی جلدی ممکن ہو ہمارے اعلان کا مثبت جواب دے اور ہمارے ساتھ براہِ راست مذاکرات کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اگر اس سلسلے میں وہ پہلے بھی اشتباہ کا مرتکب ہو چکا اب انہیں وقت ضائع

OO

ہمارے دشمن نے نہایت رسوائی اور ذلت سے اپنی شکست کا اعتراف کیا ہے۔ اور وہ اب یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ: روس آئندہ جارح بن کر کسی کی آزادی چھیننے کی کوشش نہیں کرے گا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی

OO

نہیں کرنا چاہتے۔ اسے چاہیئے کہ وہ افغانستان میں اپنے کافرانہ کردار کو ختم کرے اور فارسی کی اس ضرب المثل سے گریز کرے (شتر دزدیدن و خم خم رفتن) اگر واقعتاً روس افغان عوام کے ساتھ دوستی چاہتا ہے تو وہ آگے آئے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل کا افغانستان ان کا دائمی دشمن نہ رہے تو بہتر طریقہ ہے کہ وہ افغان عوام کو دوستی کا ہاتھ دیں۔ اور مسئلے کو حل کرنے کے لئے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کرے۔ ورنہ جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے سے کوئی خاطر خواہ مطلب حاصل نہیں ہوگا۔ اور ان کی آرزوئیں پوری نہ ہوسکینگی روسیوں کے ظلم و بربریت افغان کبھی نہیں بھولیں گے۔ یہ کتنی احمقانہ بات ہے کہ روسیوں نے ایک مقدار غلہ جسے پہلے ہی گھُن لگ چکا تھا اور چند گز پرانا اور بوسیدہ کپڑا افغان عوام کی امداد کے لئے افغانستان بھیجا گیا تاکہ امداد کے طور پر لوگوں میں بانٹا جائے اور اس طرح افغان عوام کے اس عقدے کو جو انہوں نے روسیوں کے خلاف اپنے دل میں چھپائے رکھے ہیں وہ ان امداد کے ذریعے اسے مٹا سکے اور افغان عوام اپنے عقدے کو بھلا دیں اور افغانوں کی دشمنی میں کمی آجائے۔

تعجب کی بات ہے یہ مکار اور حیلہ گر سیاست دان جو اپنے آپ کو ایک سپر طاقت کا راہنما کہتا ہے وہ افغان عوام کو اتنے نادان سمجھتے ہیں کہ گویا افغان چند گز کپڑے اور چند کلو غذائی مواد کے بدلے اپنی دشمنی کو بھلا دیں۔ یہ ان کی ایک طفلانہ سوچ ہے۔ ان کے یہ حیلے افغان عوام پر کبھی بھی کارگر ثابت نہیں ہوسکتے۔ روسیوں کو سوچ لینا چاہیئے اور جان لینا چاہیئے کہ افغان مجاہدین نے جیسے اپنے مورچوں میں اپنی عقل و فراست اور دیدہ دلیری سے کام لے کر اپنے جلال و عظمت کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ اسی طرح سیاسی محاذ پر بھی کبھی دشمن کے چالوں اور فریب میں نہیں آئیں گے۔ ہم دوستی و دشمنی کے اصولوں سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں سیاسی محاذوں پر اپنے دشمن کے مقابلے میں کونسی پالیسی اختیار کرنی ہے۔

میرے عزیز بھائیو! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنیوا معاہدے پر دستخط ہوچکے ہیں۔ اکثر اسلامی ملکوں نے اور دوسرے بے غم باش ملکوں کے سربراہوں نے جنہیں نہ تو اپنے ملک کے باسیوں کی پرواہ ہے اور نہ ہی دوسرے ملک کے مظلوم اور نہتے عوام کی کوئی پروا۔ وہ بلا سوچے سمجھے کابل انتظامیہ کو جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے کی مبارکباد بھیج رہے ہیں۔ افسوس! صد افسوس! یہاں تک کہ دنیائے اسلام کے بعض زعمانے اپنے مبارکباد کے ننگین پیغامات کابل انتظامیہ کو بھیجے ہیں گویا جنیوا معاہدے کے تحت افغانستان میں صورت حال سدھر جائیگی اور امن و امان بحال ہو جائے گا۔ ایسے مسلمانوں اور سیاست دانوں کو یہ زیب نہیں دیتا۔ ان زعماء میں سے تو اکثر زعمانے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کو اپنے تعاون اور ہمکاری کا پورا پورا یقین بھی دلایا ہے

روسیوں کی افغانستان میں کمیونسٹ نظام کی بقاء کی رہی سہی امید بھی ختم ہوچکی ہے۔ وہ یوں ہی جھوٹے

وہ لوگ اور وہ قومیں جو آج کل افغانستان کے بارے میں فکرمند ہیں۔ انہیں بھی یہ حقیقت جان لینی چاہیئے کہ جو لوگ افغان عوام کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی رابطے قائم رکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ فی الفور افغان مجاہدین کی تشکیل کردہ حکومت کو تسلیم کر کے ان کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔

استاد برہان الدین "ربانی"

وعدے کرکر دنیا والوں کو اور افغان عوام کو بہکا رہے ہیں کہ فلاں اسلامی ملک کابل انتظامیہ کو امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ افسوس صد افسوس!! ایسے مسلمان راہنماؤں پر جو مسلمان قوم پر حکمرانی کر رہے ہیں ایسے مسلمان نما حکمرانوں نے تاریخ میں ایک سیاہ مقام پر دکھائی دے رہے ہیں اور افغان عوام ان کا یہ کردار کبھی بھی نہیں بھولیں گے۔

میرے عزیز بھائیو! دلچسپ بات تو یہ ہے کہ آج کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کا سربراہ نجیب بستر مرگ پر لیٹا دم توڑ رہا ہے اور اس کے تابوت پر آخری کیل ٹھونکی جا رہی ہے۔ نجیب اور اس کے دار و دستے کو ہمیشہ کے لئے جہنم وصل ہونے میں اب تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے۔ وہ بستر مرگ پر لیٹا اعلان کر رہا ہے کہ افغانستان کے سرحدی علاقوں کو غیر نظامی اور صلح کا علاقہ قرار دیا جا چکا ہے۔ چاہیئے کہ مجاہدین اس اعلان کو قبول کریں۔ چنانچہ دشمن مجاہدین اسلام کے رعب و ڈر سے خوفزدہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے پریکوٹ، معروف، درہ زنگی، بھارک، روستاق اور جلال آباد شہر کے مختلف حصوں میں قائم کردہ فوجی چھاؤنیاں خالی کر دی ہیں اور اسلحہ اور دیگر جنگی ساز و سامان کو نذر آتش کر کے بھاگ نکلے ہیں۔ اب روس اپنی شکست اور رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گویا سرحدی علاقوں کو محض امن کا علاقہ قرار دینے کے لئے خود حکومت نے خالی کیا ہے۔

جہاں تک ہمارے جہادی مشن کا تعلق ہے یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جب تک افغانستان میں روس موجود ہے یا ان کے آلہ کار نجیب انتظامیہ وغیرہ برسر اقتدار ہیں۔ افغانستان میں صلح و امن و امان کے قیام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ افغانستان کا چپہ چپہ جنگ کا مرکز بن چکا ہے جب تک سرحد پار سے جنگی اثرات ختم نہیں ہوتے اور جنگ کے جراثیم کا بکلی قلع قمع نہیں کیا جائے گا۔ جنیوا کا معاہدہ افغانستان میں ہرگز صلح کا ضامن نہیں بن سکتا کمیونزم کے جراثیم آج بھی افغانستان میں موجود ہے اور خونریزی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

ہم اپنے ہم وطنوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری قوم صرف جنایتکاروں سے حساب لینا چاہتی ہے۔ افغانستان کے درسگاہوں اور دوسرے تعلیمی مراکز میں جو اساتذۂ کرام کام کر رہے ہیں اور ہمارے وہ محب وطن مسلمان بھائی اور ہمارے وہ مسلمان غریب اور بیچارے جو وطن نہ چھوڑ سکے ہیں۔ مجاہدین ان کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم نہ تنہا ان کے لئے عام معافی کا اعلان کرتے ہیں بلکہ انہیں اپنے جسم کا ایک اہم عضو سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ تھے اور آئندہ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے۔

یونیورسٹی اور کالجوں میں اگر اساتذہ نہ ہوتے اور کمیونزم کی بڑھتی ہوئی طاقت کو نہ روکتے۔ مدارس میں ہمارے معلم صاحبان انتشار اور خلق و پرچم کے جراثیم کو نہ کچلتے اگر ہمارے باایمان اور محب وطن افراد دستہ دستہ ہماری صفوں میں شامل نہ ہوتے، امن بحال کرنے والی پولیس کی نفری اپنے ہم وطنوں سے بے شائبہ تعاون نہ کرتی تو اس میں شک نہیں کہ کمیونسٹوں کو کب کی کامیابی حاصل ہو چکی ہوتی۔

آج کل یہ افواہ پھیلی ہے کہ اگر مجاہدین نے افغانستان میں اقتدار سنبھال لیا۔ تو یونیورسٹیوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی مراکز کے دروازے ہمیشہ کے لئے ہماری بہنوں پر بند کر دیئے جائیں گے۔ یہ افواہ سراسر غلط اور بے معنی ہے۔ وہ لوگ جو ایسی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہ ہو کہ ہم نے اپنے دس سالہ ایام ہجرت کے دوران ظاہر شاہ کے چالیس سالہ دور حکومت سے کہیں زیادہ بے سروسامانی کی حالت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تعلیمی مراکز کھول رکھے ہیں۔ یہاں ہر جگہ ہر سطح پر ہمارے نونہال سرگرم تحصیل ہیں۔ ہم اپنے روشن ضمیر

اور نوخیز ہم وطنوں کے خلاف نہیں بلکہ ہم انہیں اپنے اسلامی انقلاب کے دلیر اور سرفروش مجاہدوں کی حیثیت سے پہچانتے ہیں۔ وہ ہمارے انقلاب کے مضبوط بازو ہیں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ ہمارے ساتھ ہیں۔ اسلامی تعلیم ہر مرد و زن پر فرض ہے۔ ہم اپنی اولاد پر تعلیمی مراکز کے دروازے کبھی بھی بند نہیں کریں گے بلکہ بیشتر تعلیمی سہولتیں ان کے لئے مہیا کریں گے۔ لیکن ایک شرط ضرور ہوگی اور وہ یہ کہ ہمارے ملک کے تعلیمی ادارے باہدف، بامقصد اور اسلامی ہوں گے۔ ہم مستقبل میں مشرق اور مغرب کے لئے سوشلزم اور کمیونزم کے لئے نوکروں کی تربیت نہیں کرینگے ہم اپنے تعلیمی اداروں میں اپنی آنے والی نسلوں کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں گے۔

آج کل ہمارے دین اور وطن کے سفاک دشمن نے ایک نیا ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر افغان مجاہدین نے حکومت سنبھالی تو افغانستان ایک دوسرا لبنان بن جائیگا یہ دشمنوں کی ایک ہرزہ سرائی ہے۔ اسلام ہمیں برادرکشی کی اجازت نہیں دیتا، ہر وہ ہاتھ جو ایک مسلمان بھائی کی طرف اٹھے گا۔ اس ہاتھ کو کندھے سے کاٹ دیا جائے گا حتیٰ کسی کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی۔ کہ وہ قوم کے ارادوں، امنگوں اور ان کے آرزوؤں کے خلاف افغانستان کے مسند اقتدار پر بیٹھیں۔ اب ظلم و استبداد کا دور گذر چکا ہے اور ہاں وہ وقت بھی ہمیشہ کے لئے بیت چکا ہے۔ کہ جب بیرون ملک سے افغان عوام پر حکام کا تعین کیا جاتا تھا۔ اور وہ افغان عوام کی تقدیر اور مستقبل کا تعین کرتے تھے

میرے عزیز مجاہد بھائیو! میں آپ کو، آپ کے دوستوں کو اور اُن لوگوں کو جو افغانستان کے مستقبل سے کچھ خوف زدہ ہیں بشارت دیکر اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ جلد ہی ایک خوشخبری سنیں گے۔

میرے عزیز بھائیو! میرا پیغام میرے مجاہد بھائیوں کے لئے یہ ہے کہ ابھی ہماری جنگ ختم نہیں ہوئی ہے، استعمارگروں اور متجاوزوں کے جراثیموں کے نشانات ابھی تک ہمارے ملک میں موجود ہیں اور ہمیں تشویش بھی ہے۔ روس افغانستان کو دو حصوں میں بانٹنا چاہتا ہے۔ روس چاہتا ہے کہ شمالی افغانستان کو جنوبی افغانستان کے پیکر سے جدا کر دے۔ ہمیں روسیوں کے ناپاک ہتھکنڈوں سے آگاہ رہنا چاہیئے۔ اور ہمارے جیالے مجاہدوں کو سیاسی محاذوں اور جنگی دونوں محاذوں پر چوکس رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ روسیوں کی ایک بڑی سیاسی اور خطرناک چال ہے۔ جب تک

افغانستان کا چپہ چپہ دشمنوں کے خونین پنجوں سے آزاد نہیں ہو جاتا۔ ہم اپنا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے۔ دشمن کے ہر حملہ اور نیرنگ کا منہ توڑ جواب دے کر ان کے مذموم اور ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔

میں اپنے مہاجر بھائیوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہمارے ہجرت کے ایام پورے نہیں ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے کسی جنیوا معاہدے کے تحت ہجرت نہیں کی تھی۔ کیا آج جنیوا معاہدے کے تحت واپس اپنے گھروں کو لوٹ جائیں؟ یہاں اور وہاں نجیب کے اکثر ہم خیالوں کا یہ خیال ہے کہ

سے ہماری استدعا ہے کہ وہ جنیوا معاہدہ کی بناء جو فیصلہ کی اور افغان مسئلے کے حل کا قابل قبول فیصلہ نہیں ہے اور آج بھی افغانستان میں روسیوں کے توپوں کی آوازیں ابھی تک خاموش نہیں ہوئی ہیں اور جوں کی توں جنگ جاری ہے۔ اس تبلیغاتی اور سرد جنگ کے موقع پر افغان مظلوم عوام کا ساتھ نہ چھوڑیں اور ہمارے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں۔ جیسا کہ کل کہا جاتا تھا۔ کہ افغان قوم ایک سپر طاقت کے مقابلے میں اکیلے تھے۔ انہوں نے سچ کہا ہم اکیلے لڑے اور آج ہمیں فتح اور نصرت ملی۔

> وہ لوگ جو افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہیں۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ افغانستان میں مجاہدین اسلام برسراقتدار نہیں آئیں گے اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا وجود عمل میں نہیں آسکتا درحقیقت ایسے لوگ ہمارے اسلامی انقلاب کے سیلاب کے سامنے ریت کے بند باندھ رہے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے جیالے اور دلیر مجاہدوں کے قہر و غضب کے سامنے دم نہیں مار سکتے
> «امیر جمعیت اسلامی افغانستان»

ہم ہمیشہ کے لئے پاکستان میں بسنے کا خیال رکھتے ہیں جبکہ ہمارے پاکستانی انصار بھائی شاہد ہیں کہ افغانوں میں حب الوطنی کا کتنا جذبہ پایا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے دین کی بقاء اور وطن کی آزادی کے لئے (۱٫۵) ملین شہیدوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہماری جدوجہد آزادی اور ہماری بےمثال قربانیاں، ہمارے ادعا کا ثبوت ہے کہ ہم یہاں اپنی ابدی زندگی گزارنے نہیں آئے ہیں۔ جونہی ہمارے ہجرت کے دن پورے ہو جائیں گے۔ ہم اپنے وطن کو لوٹ جائیں گے اس حساس اور اہم موقع پر ہمیں دشمن کی خطرناک تبلیغاتی جنگ کا سامنا ہے۔ دنیا کے اکثر اسلامی ملکوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ افغانستان کا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ اگر جنگ ہے تو وہ بھی داخلی جنگ ہے۔

دنیا کے آزادی پسند، مہذب، اہل قلم دانشمند حضرات اور دنیا کے نشر و اشاعت سے تعلق رکھنے والے صحافی حضرات

ہمارا اعلان یہ ہے جب تک روسی دار و دستے کی حکومت کا خاتمہ نہیں کیا جاتا۔ اور اس کی جگہ ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہیں لایا جاتا۔ ہماری جدوجہد آزادی جاری رہے گی جب تک روسی فتنہ گروں کا آخری جال نہیں کاٹا جاتا۔ ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

ہم روسیوں کو ایک بار پھر آگاہ کرتے ہیں کہ وہ مزید افغان مسلمان عوام کے ساتھ دشمنی کو دوام نہ دے اور ہمارے عوام کے مصمم ارادوں کو قبول کرے اور مجاہدین کی بنائی ہوئی عبوری حکومت کو سرکاری طور پر تسلیم کرے اپنے دار و دستے کو افغانستان سے اٹھا کر لے جائیں۔ کیونکہ اب ان میں وہ ہمت باقی نہیں رہی کہ وہ افغان عوام کے قہر و غضب کے سیلاب کے سامنے ٹھہر سکیں، انہیں چاہیئے کہ مجاہدین کے راہنماؤں کے ساتھ مستقبل کے افغانستان کے بارے میں صلاح و مشورہ کریں۔

تعزیت نامے

سانحہ اوجڑی کیمپ پر افغان مجاہدین و مہاجرین کا اظہارِ ہمدردی

اوجڑی کیمپ راولپنڈی واقع فیض آباد کا جانکاہ سانحہ جو ۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء کو پیش آیا اور جس کے نتیجے میں سینکڑوں افراد لقمۂ اجل بن گئے اور ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہوئے اکثر و بیشتر افراد جسم کے مختلف اعضاء سے محروم ہو گئے کروڑوں سے بھی زیادہ مالیت کا سرکاری اور غیر سرکاری نقصان ہوا۔

اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے دارالخلافہ (اسلام آباد) اور راولپنڈی جیسے ہنستے بستے گنجان آباد شہروں کے دیدہ زیب اور فلک بوس مکانات زمین بوس ہو کر کھنڈرات بن گئے اور ان کے مکینوں پر ایک قیامت صغریٰ گزری سچ تو یہ ہے کہ یہ غم انگیز اور دل ہلانے والا واقعہ مدتوں تک بھلایا نہیں جا سکتا۔ تاہم پاکستان کے بہادر عوام نے جس پامردی اور استقلال کے ساتھ اس کا جو مقابلہ کیا۔ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس سانحۂ عظیم کے نتیجے میں پاکستان کے غیور عوام جس درد و غم سے دوچار ہیں وہ اس غم میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ سارے عالم اسلام کو اس سانحہ سے جو درد پہنچا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم پاکستانی عوام کو اس سانحۂ جانکاہ کے برداشت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک افغان مہاجرین و مجاہدین کا تعلق ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے ساتھ اس درد و غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہم ایسا محسوس کرتے ہیں کہ یہ سانحہ اوجڑی کیمپ میں نہیں بلکہ ہمارے دلوں میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور اس میں جتنے بھی لوگ شہید ہوئے۔ انہیں ہم اپنے بھائی بہن اور بچے سمجھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انصار بھائیوں کا دردِ غم مہاجرین نے اپنا غم اور درد سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان مہاجرین و مجاہدین کا ہر فرد اس غم انگیز سانحے کی وجہ سے دردمند اور گریہ کناں ہے۔ ہم سب پاکستانی بھائیوں کے ساتھ اس ماتم میں برابر کے شریک ہیں۔ جس طرح انصار بھائیوں کو۔ ہمارے مہاجرین کے مصائب و آلام کا احساس ہے اور اپنے اس احساس کے تحت گذشتہ ۹ سال سے انہوں نے ہماری جو خاطر داری کی ہے۔ نیز ہمارے درد و غم اور دکھ درد میں جس انسانی اور اسلامی جذبے کا مظاہرہ کیا ہے اور ہماری ہی خاطر جن مشکلات و آلام سے انہیں گزرنا پڑا۔ اس کا تقاضہ ہے کہ اگر انہیں ہمارے سروں کی بھی ضرورت ہو جائے تو اسے ہم اپنی خوش قسمتی سمجھ کر اپنے سروں کا نذرانہ پیش کر دیں گے

جہاں تک اس المناک سانحے کا تعلق ہے۔ تو تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ شیطانی قوتیں رحمانی قوتوں کو ابھرنے برداشت نہیں کر سکتیں۔ دشمن یہ نہیں چاہتا کہ پاکستان اپنے علاقے میں امن کا پیامبر بن کر دشمن کے جنگی جنون اور توسیع پسندانہ ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دے۔ پاکستان

اسلام کا ایک ناقابل شکست قلعہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔

افغان مسئلے کے حل کے بارے میں پاکستانی حکومت اپنے اصولی موقف، افغان مہاجرین و مجاہدین کی بھرپور حمایت بھارتی عزائم کے بہادرانہ مقابلے اور اسلامی قلعہ ہونے کی وجہ سے پاکستان آج مخالف قوتوں کا نشانہ بنا ہوا ہے اس لئے دشمنان پاکستان اسلام کے اس عظیم مملکت کو نقصان پہنچانے، مسائل کھڑا کرنے اور دیگر مشکلات پیدا کرنے کے سلسلے میں کسی بھی دقیقہ کو فروگذاشت نہیں کرتے۔

اس سے پہلے بھی دشمنانِ اسلام نے کئی بار غیور پاکستانی اور باعزم قوم کے حوصلے اور صبر و تحمل کو آزمائے ہیں جن میں پاکستانی حکومت اور قوم دونوں اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے ہر آزمائش پر پوری اتری ہیں۔ اور اس ضمن میں دشمن کے ہر چال کو ناکام بنا دیا ہے۔

پاکستانی قوم جانتی ہے کہ حق و صداقت کی خاطر بحیثیت مسلمان اُسے ہر آفت اور مصیبت کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ وہ یہ بھی جانتی ہے کہ اسے اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے اور کفر پر غلبہ پانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ آج تاریخ کو اپنے خون سے لکھ رہی ہے۔ اور جس قوم نے اپنی زندگی خداوند کریم کی امانت سمجھی اُسے دُنیا میں کوئی بھی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔

اوجڑی کیمپ اسلحہ ڈپو میں پیش آنے والا سانحہ جس کے نتیجے میں بہت بڑا جانی و مالی نقصان ہوا دشمن کے ناپاک عزائم کا اور غیر انسانی سلوک کا ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ اس المناک سانحے میں روس کے (کے۔ جی۔ بی) بھارت کے (را) اور افغانستان کے (خاد) خفیہ تنظیموں کے تخریبی ہاتھوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہی تخریب کار تنظیمیں ہیں جو اسلامی ممالک میں اپنی وحشت، بربریت اور ظالمانہ تخریبی کارروائیوں کی وساطت سے دل ہلانے والے المناک سانحات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی من مانی ان سے کرا سکیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بے وقوفوں کی جنت میں رہتے ہیں اور وہ اس قسم کے اوچھے ہتھیاروں اور بزدلانہ کارروائیوں سے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت، مسلمان عوام اور خاص کر مصیبت زدہ گھرانوں نے راولپنڈی، اوجڑی کیمپ اسلحہ ڈپو میں پیش آنے والے دردناک سانحے کا جس عزم، ثبات اور حوصلے سے مقابلہ کیا وہ انہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملا ہے اور دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ وطن عزیز کی عزت و آبرو کے پیش نظر وہ اس قسم کے سانحوں کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔

پاکستان کے گوشے گوشے میں بسنے والے افغان مہاجرین، جہاد کے گرم سنگروں میں باطل کے خلاف برسرپیکار مجاہدین اور امیر جمعیت اسلامی افغانستان پروفیسر برہان الدین (ربانی) اپنی تمام تر ہمدردیاں اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے صدر جناب جنرل محمد ضیاء الحق، وزیراعظم جناب محمد خان جونیجو، وزراء، دونوں ایوانوں کے ارکان، مصیبت زدہ گھرانوں کے افراد اور ساری پاکستانی قوم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اس غم انگیز سانحے میں پیش آنے والے درد و غم برداشت کرنے کا صبر و تحمل عطا فرمائے اور نیز انہیں اس قومی المیہ کے بدلے دنیا میں اونچا مقام، خوشیوں، دینوی اور اخروی نعمتوں کی شکل میں اجر عظیم عطا فرما کر پاکستان اور پاکستانی قوم کو ترقی و خوشحالی نصیب فرمائے۔

جنیوا سمجھوتہ

مسئلے کا جامع حل ثابت نہیں ہوسکتا

۱۶ اپریل ۱۹۸۸ء مطابق ۲۸ شعبان بروز ہفتہ پشاور کے قریب چمکنی نامی قصبے میں سات جماعتی تنظیموں کے اتحاد یعنی اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا. جس میں لاکھوں کی تعداد میں مجاہدین، مہاجرین اور انصار بھائیوں نے شرکت کی یہ تاریخ ساز جلسہ جو ۱۴ اپریل کو جنیوا میں طے پانے والے پاک افغان سمجھوتے کے خلاف منعقد ہوا تھا. ساتوں جماعتوں

کے رہنماؤں جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی، حزب اسلامی افغانستان کے امیر جناب گلبدین حکمت یار، اتحاد اسلامی کے امیر جناب پروفیسر عبدرب الرسول سیاف، حزب اسلامی افغانستان کے امیر جناب مولوی محمد یونس خالص، جبہہ نجات ملی کے سربراہ جناب پروفیسر صبغت اللہ مجددی، محاذ ملی کے نائب امیر جناب فاروق اعظم اور حرکت انقلاب اسلامی کے امیر جناب مولوی محمد نبی محمدی نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا.

اتحاد کے موجودہ چیئرمین اور حزب اسلامی افغانستان کے امیر جناب گلبدین حکمت یار نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: جمعرات کے دن جنیوا مذاکرات کے تحت ہونے والے معاہدے پر پونے چھ سال کی تگ و دو کے بعد دستخط ہوگئے اور ایک ایسا معاہدہ طے پایا جس کے تحت نہ افغانستان میں جنگ بند ہوسکتی ہے. نہ ہی وہاں (افغانستان) امن کی ضمانت مل سکتی ہے اور نہ ہی ایسے صورت میں پچاس لاکھ کے لگ بھگ مہاجرین عزت و آبرو کے ساتھ واپسی کے لئے حالات سازگار ہوسکتے ہیں. اس غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ معاہدے کو افغان قوم ہر گز قبول نہیں کرسکتی اور نہیں کوئی بھی طاقت اس سمجھوتے پر کاربند نہیں بنا سکتی. کیونکہ ان مذاکرات میں نہ تو افغان عوام کا کوئی نمائندہ تھا اور نہ ہی افغان مجاہدین کا.

جہاں تک نجیب کا تعلق ہے وہ تو سب کو معلوم ہے کہ وہ روس کا ایجنٹ ہے نہ اسے کسی فیصلے کرنے کا اختیار ہے. اور نہ ہی وہ کسی سمجھوتے پر عمل درآمد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے.

جناب حکمت یار نے اپنی اختتامی تقریر کے دوران حاضرین جلسہ سے عہد لیا کہ جب تک روسی افغانستان

سے نہیں نکلتے، نجیب کا تختہ نہیں الٹ دیا جاتا۔ اور مجاہدین کے ذریعے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم نہیں ہوتی ہم اپنا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے اور ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے

سربراہ جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے فرمایا: جنیوا مذاکرات سے ہمارے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ ہمیں ان مذاکرات میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہم جنیوا سمجھوتے کو غیر قانونی گردانتے ہیں انہوں نے حاضرین مجلس کو متوجہ کیا اور کہا کہ جنیوا سمجھوتہ روسیوں کی ایک سیاسی چال ہے وہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں

اور کونسی وغیرہ تبدیل نہ کریں۔

جبہہ نجات ملی افغانستان کے سربراہ

پروفیسر صبغت اللہ مجددی نے کہا کہ روس نے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ہے اور یہ اس امر کی بشارت ہے کہ انشاءاللہ افغانستان عنقریب مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ روسی فوجوں کا انخلاء ایک خوش آئند

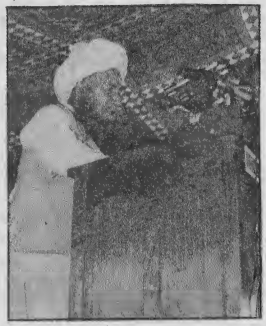

بات ہے مگر جنیوا مذاکرات پر ہمارے اعتراضات برقرار ہیں۔

جناب مولوی محمد نبی محمدی حرکت انقلاب اسلامی کے امیر نے حاضرین مجلس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: جنیوا مذاکرات پر ہمارے اعتراضات اب بھی باقی ہیں مذاکرات کے دوران ہمیں فریق نہیں بنایا گیا۔ انہوں نے مہاجرین کو یقین دلایا کہ پاکستان نے انہیں یقین دلایا ہے کہ روسی افواج کے انخلاء کے دوران مہاجرین پر وطن واپسی کے سلسلے میں کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔

اتحاد اسلامی کے سربراہ پروفیسر عبدرب الرسول سیاف نے حاضرین

جلسہ سے خطاب کرتے ہو
جنیوا معاہدہ ہماری مرضی کے
ہوا ہے۔ یہ ہمیں منظور نہیں۔ اف
مجاہدین اپنے مستقبل کا فیصلہ کر

کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ فیصلہ ہم خود کریں گے۔ (باقی صفحہ ۴۰ پر)

ماہنامہ
مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

افغانستان میں بھارت کی دلچسپی

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو
بھارتی وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے
ن کے تنازعے پر بات چیت کے
ن کا دورہ کرنے کی جو دعوت دی
ے بیشتر سیاسی حلقوں نے اسے
قومی وقار کے منافی قرار دیتے
ر جنرل محمد ضیاءُ الحق سے مطالبہ
ہ اس دعوت کو مسترد کر دیں
مرحلے پر صدر پاکستان کا
انا گو اس علاقے میں بھارت
سی بالادستی قائم کرنے کے تصور
ت دینے کے مترادف ہوتا۔

ارتی وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی
خود پاکستان نہ آنے کے لئے جو عذر
شا تھا وہ بالکل بے معنی اور لغو قسم
کا تھا کہ بھارتی پارلیمنٹ کے اجلاس کی وجہ سے وہ پاکستان کا دورہ نہیں کر سکتے۔

یہ دعوت جس انداز میں دی گئی تھی وہ بھی بھارت کے غرور اور تکبر کا ایک انداز تھی۔

پاکستان کے بعض سیاسی حلقوں نے صدر کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ بھارتی وزیر اعظم کو دورۂ پاکستان کی دعوت دیں۔ کیونکہ پاکستان اس وقت تنازعہ افغانستان کے حل کے لئے جس شٹل ڈپلومیسی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس کے پیش نظر صدر پاکستان کا ملک سے باہر جانا مناسب نہیں اور اگر بھارت کو اچانک افغانستان کے تنازعے کے حل میں کوئی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ تو خود بھارتی وزیر اعظم کو پاکستان آنا چاہیئے۔

اچھا ہوا کہ صدر نے نہ صرف بھارت کی دعوت کو مسترد کر دیا بلکہ راجیو گاندھی کو کہا کہ وہ پاکستان کا دورہ کریں، جواب میں بھارتی وزیر اعظم نے اپنے سیکرٹری خارجہ مسٹر مینن کو پاکستان بھیجنے کا اعلان کیا، مگر پاکستان نے بھارتی سیکرٹری خارجہ مسٹر مینن کو اسلام آباد آنے سے منع کر دیا اور بھارت کو یہ اطلاع کر دی گئی کہ پاکستانی سیکرٹری خارجہ جنیوا مذاکرات میں مصروف ہیں۔ جب فارغ ہو جائیں راجیو کے ایلچی کا آنا بہتر رہے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مرحلے پر اچانک افغانستان کے تنازعے کے حل میں بھارت کی دلچسپی میں اس قدر اضافہ کیوں ہو گیا؟ اور وہ اس مسئلہ کے حل میں کیا کردار ادا کرنا چاہتا ہے ایک طرف تو راجیو گاندھی بھی اس مسئلہ پر پاکستان سے بات چیت کرنے کے لئے اس قدر بیتاب ہیں کہ انہوں نے ٹیلیفون پر صدر کو بھارت کی دعوت دے ڈالی، جب کہ دوسری طرف وہ نائب امریکی وزیر خارجہ سے ملاقات کے دوران ان پر زور دیتے رہے ہیں کہ پاکستان کو روسی فوجوں کی واپسی کے ساتھ ساتھ وہاں عبوری حکومت کے قیام کے مطالبے سے دستبردار ہونے کے لئے کہا جائے۔ کہ پاکستان اس بات پر اصرار نہ کرے کہ روسی فوجوں کی واپسی کے ساتھ ہی افغان مہاجرین کی واپسی کے لئے مناسب فضا پیدا کرنے کی غرض سے وہاں ایک عبوری حکومت قائم کی جائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی طرف سے افغانستان میں عبوری حکومت کے قیام کا مطالبہ اس کا بنیادی مؤقف ہے اور اس تنازعے کے حل کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے۔ کہ تیس لاکھ سے زائد افغان مہاجرین اس احساس کے ساتھ واپس اپنے وطن جا سکیں کہ وہ پوری طرح محفوظ

ہیں۔ نیز وہاں پر ایک ایسی حکومت قائم ہو جو امن و امان پر قرار رکھنے کی ذمہ دار ہو۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ افغان مہاجرین اور مجاہدین نے آٹھ سال تک جو بے پناہ قربانیاں دی ہیں وہ ایک ایسی حکومت اور نظام کے خلاف ان کی طویل اور ایمان افروز جدو جہد پر مشتمل ہیں۔ جسے وہ قبول کرنے اور تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اب اگر وہ اسی حکومت اور نظام کے تحت واپس لوٹ جاتے ہیں۔ تو ان کی جدو جہد اور قربانیاں کس کھاتے میں جائیں گی؟ اور کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہاں کی حکومت اور نظام اُنہیں قبول کر لیں؟ دونوں صورتیں ممکن نہیں۔

نہ مجاہدین افغانستان کی موجودہ حکومت اور نظام کو قبول اور تسلیم نہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہاں کی حکومت افغان مجاہدین اور عوام کو قبول کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مجاہدین اور مہاجرین کی واپسی کے بعد وہاں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو جائیگی۔ روس در پردہ افغانستان میں موجود رہے گا اور خانہ جنگی کی یہ آگ تیزی کے ساتھ پاکستان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ عین ممکن ہی نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اس حالت میں روس اور افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت مجاہدین کے راہنماؤں کو آسانی سے ختم کر دے گی اور افغانستان ایک نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی کی آگ میں جلنے لگے گا۔

لہٰذا اس سے روس کے مقاصد کی تکمیل ہوگی اور وہ آسانی کے ساتھ افغانستان کو اپنے اندر مدغم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جو کامیابیاں وہ میدانِ جنگ میں حاصل نہیں کر سکا۔ وہ کامیابیاں وہ اس شاطرانہ طریقے سے حاصل کر لے گا۔

اس معاملے میں بھارت بھی روس کا پوری طرح ہمنوا ہے اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے تو اس کی پوری طرح تصدیق بھی کر دی ہے۔ یہ دعوت اُسی کی ایما پر دی گئی تھی۔

جہاں تک افغانستان کے تنازعے کے حل میں بھارت کی تازہ دلچسپی کا تعلق ہے۔ بھارت یہ چاہتا ہے کہ وہ اس مرحلے پر بات چیت میں شامل ہو کر یہ ثابت کرے کہ اس خطے کے تنازعات میں بھارت کی شمولیت بھی ناگزیر ہے۔ تاکہ وہ اس علاقے میں منی سُپر پاور بننے اور اپنی سیاسی بالا دستی قائم کرنے کا جو خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ پورا ہو سکے۔ لیکن یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ آج تک بھارت نے کسی بین الاقوامی ادارے میں روسی جارحیت کی مذمت نہیں کی اور نہ ہی افغان مجاہدین کی جدو جہد آزادی اور تنازعے کے متعلق پاکستان کے منصفانہ مؤقف کی کبھی حمایت کی ہے۔ بلکہ اس نے ہمیشہ روسی مؤقف کی حمایت اور پاکستان کی مخالفت کی ہے۔ جو در اصل افغان مجاہدین کی مخالفت کے مترادف ہے بعض افغان مجاہدین کے مطابق افغانستان میں روسی فوجوں کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے کمیونسٹ ممالک کی فوجیں اور بھارتی فوجیں بھی مجاہدین کے خلاف بر سرِ پیکار ہیں۔

بھارت نے صرف خود ہی افغان مجاہدین کی مخالفت نہیں کی بلکہ وہ سری لنکا پر بھی دباؤ ڈالتا رہا ہے کہ وہ افغانستان میں روسی فوجی مداخلت کی مذمت نہ کرے۔ چنانچہ سری لنکا کے صدر جے وردھنے نے بھارت کے اس دباؤ کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔ اور سری لنکا میں تامل باغیوں کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان کے ملک کو افغانستان میں روسی فوجی مداخلت کی مخالفت کی سزا دی جا رہی ہے اور ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ روس کی مخالفت ترک کر دے۔

بھارت نے آج تک لاکھوں افغان مہاجرین کی کوئی امداد نہیں کی۔ بھارت کی یہ کوشش ہے کہ افغانستان میں ظاہر شاہ کو دوبارہ بر سرِ اقتدار لایا جائے۔ کیونکہ ظاہر شاہ کے دور میں بھارت اور افغانستان کے درمیان بڑے گہرے تعلقات تھے۔ اور ظاہر شاہ نے بھارت کے شہریوں کو افغانستان میں بڑی بڑی مراعات دی تھیں۔ شاید قارئین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ظاہر شاہ ہی نے سومنات کا وہ دروازہ

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

ملک احمد سرور، 312 نیو ہوسٹل کے۔ای میڈیکل کالج لاہور

ڈاکو اور لٹیرے کون؟

(افغان مجاہدین کے بارے میں روسی گماشتے رسول بخش پلیجو کے ریمارکس کا حقیقت پسندانہ تجزیہ)

سیاستدانوں کی اسلام آباد گول میز کانفرنس میں جناب رسول بخش پلیجو نے مجاہدین افغانستان کو ڈاکو اور لٹیرے کہا۔ کفار اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے مجاہدین اسلام کے لئے یہ کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے۔ ہندوستان کی برہمن قیادت اور ان کے ہم نوا محمود غزنوی کے لئے بھی یہی الفاظ استعمال کرتے آرہے ہیں۔

روس کے اندر جب مسلمانوں نے کمیونسٹوں کے خلاف آزادی کے لئے جہاد کا آغاز کیا تو روس کے مسلمان مجاہدین کو بھی روسی کمیونسٹوں نے ڈاکو اور لٹیرے ہی کا نام دیا تھا۔ روسی کمیونسٹ مسلمان مجاہدین کو "بسماچی" کہتے اور روس کے اندر مسلمانوں کی تحریکِ آزادی "بسماچی تحریک" کے نام سے معروف ہوئی۔ پاکستان کے معروف محقق جناب ثروت صولت کہتے ہیں کہ بسماچی ترکی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنیٰ لٹیرے اور ڈاکو کے ہیں۔ اور یہ خطاب اشتراکی روس کی سامراجی حکومت نے ان حریت پسندوں کو دیا۔ جنہوں نے روسی غاصبوں کے خلاف آزادی وطن کے لئے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ اور یہ اصطلاح ترکستان کے مسلمانوں کی آزادی کی علامت بن گئی۔

اسی طرح جب افغان مجاہدین نے افغانستان کی آزادی کے لئے جہاد کا آغاز کیا۔ تو روس اور اس کی کٹھ پتلی کابل حکومت نے مجاہدین کو "اشرار" ڈاکو اور لٹیرے کے الفاظ سے نوازا۔ اور پھر یہی الفاظ ان کے پاکستانی ایجنٹوں نے پاکستان میں استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اب جب کہ نجیب حکومت مجاہدین کو "ناراض بھائی" کہہ کر پکار رہی ہے اس کے پاکستانی ایجنٹ اب بھی مجاہدین کو ڈاکو اور لٹیرے کہہ کر نہ جانے کونسا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔

یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ روس اور مجاہدین میں ڈاکو اور لٹیرا کون ہے۔ تو غیر جانبدار ہو کر دونوں کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ غیر جانبدار ہو کر سوچیں اور دیکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روس نے وسط ایشیاء کے مسلمانوں کو لوٹا، ان کی زمینیں، جائیدادیں مکانات اور باغات ان سے چھین لئے اور ان کے گھروں اور وطن پر قبضہ کر لیا۔ جو لوگ اپنے وطن اور گھر کو واپس لینے کے لئے آزادی کی جنگ لڑنے لگے انہیں ڈاکو اور لٹیرا کہنا شروع کر دیا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اصل ڈاکو اور لٹیرا بلکہ قاتل بھی ان افراد کو ڈاکو اور لٹیرے کہہ رہا ہے جن کے گھر لوٹے گئے۔ جن کا وطن چھین لیا گیا۔ یعنی ظالم مظلوم کو ظالم، قاتل مقتول کو قاتل کہہ رہا ہے۔ شاید دنیا میں کسی نے آج تک سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید نہ کہا ہو۔ مگر روسی کمیونسٹوں نے ہمیشہ ایسا ہی کہا ہے۔

جب افغانستان میں روس نے اپنے ایجنٹ نور محمد ترکی کو تخت پر بٹھایا تو اس نے جرائم پیشہ افراد قاتلوں اور ڈاکوؤں کو رہا کر دیا۔ جو اس کی پارٹی میں شامل ہو گئے اور پھر ان جرائم پیشہ قاتلوں اور ڈاکوؤں نے حکومت کے مخالف، اسلام پسند طبقہ کو لوٹا اور ان کی جائیدادیں تباہ کر دیں۔ قتل وغارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ جب روسی فوج افغانستان میں آئی تو پوری دنیا جانتی ہے کہ اس نے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کا بہانہ بنا کر جس گاؤں بستی، محلے اور بازار کا محاصرہ کیا۔ تو اس گاؤں، بستی، محلے اور بازار سے روسی فوجی ہر قیمتی چیز لوٹ کر لے گئے اور بقیہ کو نذر آتش کر گئے اور وحشی روسی فوج نے پورا افغانستان کھنڈرات میں بدل دیا۔ مسجدیں اور مدرسے شہید کر دیئے گئے۔ قرآن مجید کے اوراق ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کئے گئے۔ بچوں کو کھلونا بموں سے قتل کیا گیا۔ دودھ پیتے بچوں کے حلق میں بندوق کی نال رکھ کر گولیاں چلائی گئیں۔ لاشوں کے اندر پریشر بم رکھے گئے۔ زندہ انسانوں کو جلایا گیا اور ٹینکوں کے تلے روندا گیا۔ قیدیوں کو ان کے ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کیا گیا مجاہدین کو بچھوؤں، سانپوں اور خونخوار کتوں کے پنجروں میں پھینکا گیا۔ ابلتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں جلایا گیا اور اذیت کدوں میں رکھی گئی مشینوں میں زندہ مجاہدین کو ڈال ان کا قیمہ بنا دیا گیا۔ عورتوں کو اغوا کر کے چھاؤنیوں میں لے جا کر ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں ننگا کر ان کے سینے پر روسیوں نے تاش کی بازیاں لگائیں اور اذیت دے دے کر قتل کیا۔ روسوں کے بعض جرائم تو ایسے ہیں جنہیں بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس نے ہر وہ ظلم کیا جو ایک ظالم اور بے شرم ذہن سوچ سکتا ہے۔

کاش امریکہ بہادر جس نے والڈہائم پر نازیوں کا ساتھ دینے کا الزام لگا کر اپنے ملک میں اس کے داخلے پر پابندی لگائی ہے۔ وہ روس کی ظالم و جابر قیادت پر بھی ایسی پابندی لگانے کا مطالبہ کرتا۔ افسوس کہ آج جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول پر عمل ہو رہا ہے۔ لیکن تاریخ نے کسی کو معاف نہیں کیا۔ تاریخ میں روس کے افغان عوام پر مظالم کی جب داستان لکھی جائے گی۔ تو لوگ نازیوں کو بھول جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی افغانستان میں روس کے مظالم کو دیکھا ہے تو وہ نازیوں کو روس کے مقابلے میں رحمدل سمجھنے لگا ہے اور افغانستان میں روسی مظالم کے سامنے نازیوں کے ظلم تو عشر عشیر بھی نہیں۔

مندرجہ بالا تمام حقائق سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ ڈاکو اور لٹیرا کون ہے۔ وہ روسی جنہوں نے افغانیوں سے ان کا وطن اور گھر چھینا اور انہیں لوٹ لیا۔ تیرہ لاکھ افغانوں کو قتل کیا یا وہ افغان مجاہدین جنہوں نے ڈاکوؤں سے اپنا وطن اور گھر واپس لینے کے لئے جان کی بازی لگائی۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ حقیقت یہی ہے کہ ڈاکو اور لٹیرے روسی فوجی اور روس کے گماشتے ہیں۔ نہ کہ اسلام اور آزادی کے نام پر قربانیاں دینے والے افغان مجاہدین افغان مجاہدین دنیائے عالم کی تاریخ میں آزادی عظمت کے چراغ ہیں اور روسی فوجی اور اس کے گماشتے جنگل کے خونخوار بھیڑیئے۔ ڈاکو اور لٹیرے ہیں۔

بقیہ: ماہ مبارک سے

طلب کرتے ہیں۔ جبکہ اس مہینے میں خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشش اور مغفرت دینے کی پیش کش کرتا ہے۔ یقیناً بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ماہ مبارک رمضان کے فیض و برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے ماہ صیام کے دوران نہایت صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذکر خداوندی۔ تلاوت قرآن مجید، نوافل اور دوسری عبادات میں گذارا۔

خداوند تعالیٰ ہم سب کو نیک بننے اور نیک کام کرنے کی توفیق عنایت فرمادیں

تحریر: همدرد

ماہ مُبارک رمضان برکتوں کا مہینہ

اسلامی کلینڈر میں قمری سال کا نواں مہینہ رمضان المبارک کا مہینہ کہلاتا ہے. یہ مہینہ فیض و برکت اور رحمت خداوندی کا مہینہ ہے، یہ مہینہ اپنی افضلیت کے لحاظ سے قمری سال کے دوسرے مہینوں کی نسبت بڑی اہمیت کا حامل ہے. ہر سال یہ مہینہ بڑی آن و بان کے ساتھ آتا ہے اور اپنے ساتھ خیر و برکت اور اللہ کی بے پایاں رحمتوں کا خزانہ بھی ساتھ لاتا ہے. یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ماہ شعبان سے ہی. ماہ رمضان کی آمد آمد کا نہایت بے صبری سے انتظار اور اسی مہینے کی مقدس عبادت کے لئے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔

دینِ اسلام ایک جامع ضابطہ حیات ہے اس نے عبادت کا ایک خاص نظام بھی وضع کر رکھا ہے اور عبادات کی مختلف قسمیں بھی ہیں. ان کے ادا کرنے کے طور و طریقے بھی مختلف ہیں. اسلام نے کچھ عبادتیں ایسی رکھی ہیں جن کا تعلق انسان کے فعل سے ہیں. مثال کے طور پر نماز کا تعلق بدن سے ہے. زکوٰۃ کا تعلق اس کے مال سے ہے. اسی طرح حج اور جہاد کا تعلق اس کے بدن اور اس کے مال دونوں سے ہیں. لیکن کچھ عبادتیں ایسے بھی ہیں جن کا تعلق نہ قول سے ہے نہ فعل سے بلکہ کچھ امور سے رُک جانے اور اس سے اجتناب کرنے سے ہے. انہی عبادات میں ایک عبادت روزہ ہے۔

روزہ کی عبادت کوئی نئی عبادت نہیں ہے بلکہ یہ تو تمام آسمانی ادیان میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہی ہے. یہ الگ بات ہے کہ اُن ادیان کے پیرو کاروں نے وقت و زمان کے گذر جانے کے ساتھ ساتھ روزہ کی کیفیت کو بدل ڈالا ہے. قرآن پاک میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض کیا گیا تو ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا اور اس کا مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کا حصول ہے۔

جناب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا. جس میں فرمایا گیا تھا. ”اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا، بڑی برکتوں والا مہینہ آگیا یہ ایسا مہینہ ہے. جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اس مہینے کی راتوں کو تراویح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔“

روزہ انوار و برکت الٰہی کا مظہر ہے. رمضان المبارک نجات عظمت اور فضیلت کا مہینہ ہے. یہ مہینہ صبر و رضا، عزم و استقلال. وفا و استقامت جیسی اعلیٰ خصوصیات، مومن مسلمان کے اندر پیدا کرتا ہے. روزہ رکھنے سے انسان کے اندر صبر و استقامت کی طاقت میسر آتی ہے اور یہی طاقت مومنوں کے جسم میں ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں. جس سے ہمیں روحانی تقویت ملتی ہے. روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ تو روزے کی ظاہری صورت ہے. جو مقصود بالذات تو نہیں البتہ حصول مقصود اعلیٰ کے لئے ایک مؤثر ذریعہ ہے. اور اسی طرح روزے کی عبادت جہاد

فی سبیل اللہ کی تربیت کا ایک اہم ذریعہ محسوب کیا جاتا ہے
رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالےٰ کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے۔ اگر اس مہینے میں وقت اللہ کی عبادت میں صرف کیا جائے۔ تو مومن کو نئی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے سبھی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تو روزے کی عبادت کو یوں ہی فرض نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کے پیچھے بسا حکمتیں اور اسرار کارفرما ہیں۔ مومن مسلمان کو روزہ رکھنے سے ایک تو اسے روحانی تقویت ملتی ہے۔ دوسری طرف عزم واستقلال کا جذبہ اس میں ابھرتا ہے اور پھر اپنی نفس کے خلاف جہاد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اس مہینے کی افضلیت کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتب کو نازل فرمانے کے لئے اسی مہینے کا چناؤ کیا ہے۔ قرآن مجید سمیت سبھی سماوی کتابیں اسی مبارک مہینے میں اللہ تعالےٰ کے پیارے نبیوں پر اتارے گئے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان کی پہلی تاریخ کو۔ تورات چھ رمضان کو، انجیل تیرہ رمضان کو قرآن مجید اسی مبارک مہینے کی چوبیس تاریخ کو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ زبور بارہ رمضان المبارک کو نازل ہوئی تھی۔ آخری کتاب فرقان حمید جو ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی وہ عالم انسانیت کے لئے مشعل ہدایت کا ذریعہ بن چکا ہے۔

رمضان کا مہینہ صبر و استقامت کا مہینہ ہے ایک مومن مسلمان دن بھر ایک مقررہ وقت سے لے کر مقررہ وقت تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ کچھ کھاتا اور نہ ہی کچھ پیتا ہے اور نہ ہی ایسا کوئی دوسرا ناشائستہ کام کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو۔ اس سے یہ مقصد نکالا جا سکتا ہے۔ کہ روزے کے ذریعے مومن کو نیک راہ پر چلنے اور اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی تربیت دی جاتی ہے اس کے اندر خدا کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ دار اپنی تمام تر نفسانی جذبات کچل کر بھوک پیاس پر پورا پورا قابو رکھ سکتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ جب مومن آڑے سے آڑے وقت میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

روزے کی افضلیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن روزہ اور قرآن مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی خصوصی سفارشیں پیش کرینگے روزہ کہے گا۔ اے میرے رب روزے کے مہینے میں میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسرے امور نواہی سے روکا۔ تو یہ روکا رہا۔ اس شخص نے تیرے حکم کی تعمیل کی۔ میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا اے میرے مالک! میں نے اس شخص کو رات کی میٹھی نیند کرنے سے روکا۔ اس نے نیند چھوڑ دی، قرآن پڑھتا رہا۔ اے اللہ! تو اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔

اللہ تبارک و تعالےٰ اس بابرکت مہینے کے آتے ہی اپنے نیک بندوں کی روزی میں اضافہ کر دیتا ہے۔ رحمتوں اور بخششوں کے دروازے ان پر کھول دیتا ہے۔ اس مبارک مہینے کے دوران نفل نمازوں کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب بڑھا کر ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ واقعیتاً کیا شان ہے اس بابرکت مہینے کی۔ جن لوگوں کو اس بابرکت مہینے سے اپنا دامن بھرنا تھا بھر لیا۔ اسی طرح رمضان کا مہینہ بخشش اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اس مہینے میں میری دریائے رحمت جوش میں آ جاتی ہے، ہے کوئی جو اپنے گناہوں کی توبہ کر کے مجھ سے بخشش چاہے تاکہ میں اس کو گناہوں کو بخش دوں ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔ اس مہینے کے علاوہ دوسرے گیارہ مہینوں میں اللہ کے بندے نہایت عذر و زاری کے ساتھ اپنے باری تعالیٰ سے مغفرت و بخشش

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

روزہ جہاد کا مہینہ ہے

ابو عابد حیدر

زہے ماہ رمضان و ایام او
کہ چون صبح عید است ہر شام او

کھانے پینے اور صنفی تعلقات سے رک جانا۔ روزے کا دوسرا نام ہے بظاہر تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ کھانا، پینا اور جنسی تعلقات ایک معینہ مدت تک ترک کرنا گو کہ ایک منفی عمل ہے کیونکہ ان اعمال کے ترک کرنے سے انسانی جسم خاصا متاثر ہو جاتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ درحقیقت کھانے، پینے اور اپنی بیوی کے ملنے سے درکنار ہونا ایک مثبت و رفیع عمل ہے۔ اس لئے کہ روزہ رکھنے میں انسان اُن امور، عادات اور کاموں سے رُک جاتا ہے جن کے لئے انسان کا نفس بے پناہ خواہش رکھتا ہے۔

چنانچہ اپنے نفسانی خواہشات پر قابو پانا ایک جہاد سے کم نہیں اگر کسی انسان میں نفسانی خواہشات سے بچنے کا مادہ اور جذبۂ جہاد نہ ہو۔ تو واضح ہے کہ کھانے پینے اور صنفی تعلقات سے وہ ہرگز باز نہیں آسکتا ان خواہشات کو ٹھکراتے ہوئے ہی ایک مسلمان جہاد کا الہٰی فریضہ ادا کر سکتا ہے۔ باطل قوتوں سے معرکہ آرائی وہی انسان کر سکتا ہے جسے نفسانی خواہشات پر قابو کی صلاحیت موجود ہو۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ آزمائش اور ابتلاء کا مہینہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس متبرک مہینے کو یہ امتیاز بھی بخشا ہے کہ اس کی وجہ سے ایک مومن مسلمان میں صبر، تحمل ایثار اور قربانی کے جذبات سال کے دیگر گیارہ مہینوں سے زیادہ رشد پاتا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان کی روحانی اور قلبی توانائی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی قوتِ ارادی میں مضبوطی بھی آ جاتی ہے۔ اسلامی زندگی بسر کرنے احکام الٰہی کے بجا لانے اور پیش آنے والے ہر تکلیف و مصیبت اور مشکلات کو برداشت کرنے کی خاطر روزہ رکھنا مسلمان کے لئے ایک تربیتی کورس اور ٹریننگ کی حیثیت رکھتا ہے۔

روزے کا اصل مقصد کیا ہے؟ ہم یہاں بعض دانشمندوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ نے روزہ کے مقاصد یوں بیان فرمایا ہے: روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے۔ جس کو

صمدیت کہتے ہیں۔ وہ امکانی حد تک فرشتوں کا تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے۔ نیز خواہشات سے مقابلہ کے لئے اُس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے۔ انسان کو خواہشات سے آزاد ہونے کے لئے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رَو میں بہنے لگتا ہے۔ تو اسفل سافلین تک پہنچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے۔ اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے

(احیاء العلوم ج ۱ ص۲۱۲)

علامہ ابن قیم روزہ کے مقصد کے بارے میں یوں کہتے ہیں: "روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس، انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو۔ اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے۔ اپنے اعضاء اور خیالات کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے۔ جن میں دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے۔ اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہد کی ڈھال اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: "روزہ کا مقصد یہ ہے کہ اس سے تم پرہیزگار ہو جاؤ"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "روزہ ڈھال ہے" روزہ صحت کے لئے بھی مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت معاون ہے۔ روزہ محض سلبی امور اور احکام کا نام نہیں جس میں، غیبت، چغل خوری جھوٹ لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ اور یہ کہ کھانے، پینے اور جنسی تعلقات سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ بہت سے ایجابی امور و احکام کا مجموعہ بھی ہے، یہ عبادت تلاوت، ذکر و تسبیح ہمدردی و خیرخواہی کا مہینہ ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اطمینان و تسکین کا مہینہ ہے۔

مسلمان کی زندگی سراسر جہاد ہے

کیونکہ جہاد کے بغیر آزاد اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنا ناممکن ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے روزہ مسلمان پر اس لئے فرض کیا ہے کہ وہ اپنے دین مبین کی بقاء، آزاد اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خاطر دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلح جہاد کی راہ میں متوقع مشکلات۔ مصائب اور آلام کا ٹھنڈے دل سے مقابلہ کر سکے۔

شریعت کے ہاں روزے کا اصل مقصد یہی ہے کہ مسلمان حق کی بالادستی اور اسلامی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ہر وقت مشقت اور تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمیشہ آمادہ ہو۔ روزہ رکھنے سے ایک مومن مسلمان میں صبر و استقامت کی ایک نئی روح دوڑ پڑتی ہے۔ صبر وہ ہے کہ ایک مومن مسلمان کے حق کے راستے میں جو بھی مشکلات اور موانع حائل ہوں وہ نہایت جرأت، عزم و جزم اور صبر سے ان کا مقابلہ کرکے اپنا راستہ صاف کرے اس طرح کے مقابلے کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جا سکتا ہے اور یہ جہاد مسلمانوں کے لئے کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ جہاد ان کے لئے زندگی بھر کا جہاد ہے اس لئے رمضان کے مہینے میں ہر مسلمان اسی قسم کے جہاد کی تربیت ہر سال حاصل کر لیتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے جتنی بھی کامیابیاں حق اور باطل کے معرکوں میں حاصل کی ہیں۔ اکثر اسی بابرکت مہینے میں ان کے نصیب میں آئی ہیں۔

اسی اسلامی فلسفے اور تاریخی حقائق کی روشنی میں آج افغانستان کے جیالے اور غیور مومن مجاہدین گذشتہ نو سالوں سے لگاتار ایک مادی اور شیطانی طاقت کے مقابلے میں نبرد آزما ہیں۔ اور وہ ماہ رمضان المبارک میں دشمن کے خلاف اپنی جہادی کاروائیوں کو بڑے طمطراق کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں اور سال کے دوسرے مہینوں کے مقابلے میں اس بابرکت مہینے میں انہیں زیادہ کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔ کیونکہ رمضان المبارک میں روزہ

رکھنے سے ان میں ہمت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور دشمن سے لڑنے، غازی بننے یا شہید ہونے کا جذبہ اور بھی ابھر آتا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں، ہمارے دلیر، کفرشکن اور غیور مجاہدین جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر بڑے پیمانے سے دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔ اس متبرک اور پرفیض مہینے میں افغانی مجاہدین کے جذبۂ جہاد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ سب اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارے جیالے مجاہدین اپنی تربیت گاہ سے (روزہ رکھنے کی وجہ سے) سند فراغت بدرجۂ احسن حاصل کر چکے ہیں اور ہمیشہ اس امتحان خداوندی میں کامیاب اور سرفراز چلے آرہے ہیں وہ

گذشتہ نو سالوں کے دوران روسی وحشی اور درندہ صفت فوجیوں کو درس عبرت سکھا کر ہر سال فتح مکہ کی یاد کو افغانستان کی شہید پرور سرزمین پر تازہ کرتے رہتے ہیں

افغان مجاہدین کے دلوں میں جذبۂ جہاد اور شہادت اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ حقیقتاً روزے رکھنے سے مومن کی ہمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس کی قلبی اور روحی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کی بدولت وہ اپنے آپ کو اسلام کا ایک سچا سپاہی سمجھ کر اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر دشمن سے لڑنے کا مصمم ارادہ کرتا ہے۔ اسی مصمم ارادے حوصلے، ہمت اور مصائب و آلام برداشت کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کی ایک بڑی مادی شیطانی طاقت، ایک نہتے غریب اور مادی لحاظ سے بہت پسماندہ لیکن قوت ایمانی سے معمور افغان مجاہد قوم کے سامنے بے بس ہو کر اپنی شکست کا برملا اعتراف کر چکا ہے۔ روس دنیا میں ایک سپر طاقت مانا جاتا ہے اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ روسیوں نے جہاں بھی قدم رکھا، کسی قوم اور ملک میں یہ حوصلہ نہیں کہ انہیں وہاں سے ہٹا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افغان مجاہد قوم نے روس کی مادی طاقت کے طلسم کو پاش پاش کر دیا۔

افغان قوم بھوک، پیاس اور دیگر مصائب و آلام کے عادی ہیں اور انہوں نے یہ عادت روزہ رکھنے اور دیگر الٰہی احکام سے حاصل کیا ہے۔ اور یہی عادات اور قوت ارادی کی برکت ہے کہ دشمن ایک سپر طاقت ہونے کے باوجود اس کہنے پر مجبور ہوا ہے: "کہ روس آئندہ کبھی کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی ملک پر جارحیت کا ارتکاب کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں صدق دل سے احکام خداوندی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح طریقے و شروط کے مطابق روزہ رکھنے کی توفیق بخش دے۔

مجاہدین روزہ کی حالت میں بھی اپنے مشن پر رواں دواں ہیں

تحریر: نظر الحق سرور

کابل کو فتح کرنا آسان مگر قبضہ رکھنا مشکل

تاریخ کے آئینے سے گرد و غبار صاف کریں اور ماضی میں جھانک کر دیکھیں تب تاریخ کا ایک خون آشام دور ایسا بھی نظر آتا ہے جو مسلسل انسانی تباہیوں، ظلم و بربریت انسانیت سوز غیر اخلاقی خونخوایت سے بھرپور جہالت کا دور کہلانے کا مستحق ہے صحرائے گوبی سے اُٹھنے والی سرخ آندھی جس کو تاریخ میں آسمانی قہر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس آندھی کے وحشی بگولوں نے بغداد اور اس کے اطراف کے مسلمانوں اور عالم اسلام کے مضبوط ترین ستونوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا اور بڑے بڑے ظالم اور جابر شہنشاہوں کے تاج زیرزمین خاک نشین ہوگئے۔ چنگیز خان۔ ہلاکو خان قبلائی خان اور انہی ظلم و بربریت کے دیوتا خانوں کی اولادوں میں سے چند ایک جب مسلمان ہوگئے تو انہی اجڈ گنوار منگولوں نے مغلوں کا روپ اپنایا اور ہندوستان پر بڑے جاہ و جلال کے ساتھ گیارہ سو سال تک حکمرانی کی پھر اپنی ہی ریشہ دوانیوں، سازشوں سے ہمیشہ مسلمانوں پر ضرب کاری لگتی رہی۔ اور پھر جب نفاق رنگ لایا اور اس رنگ میں خون کا رنگ بھی شامل ہوا تو برٹش ایمپائر کسی ویمپائر بھوت کی طرح مسلمانوں کے سروں پر مسلط ہو چکا تھا۔ آخری مغل شہنشاہ ہند بہادر شاہ ظفر کے خاندان علاوہ مسلمانوں کی بربادی کا نوحہ بھی تاریخ ہی کا ایک حصّہ ہے بہادر شاہ ظفر کو نیست و نابود کر کے سلطنت برطانیہ برٹش ایمپائر نے دو سو سال تک ہندوستان پر حکومت کی اور مسلمانوں کو خاص طور سے غلامی کی زنجیروں میں پابند سلاسل رکھا۔ پھر ۱۹۴۷ء میں دو سو سال کی انتھک محنت اور جانوں کی قربانیاں دینے کے بعد انگریز بہادر سے ہندوستان کے لوگوں کو آزادی ملی۔ اور اسی سال دنیا کے نقشے پر ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے مملکت خداداد اور سلطنتِ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان بڑی آن بان سے اُبھرا پرچم و ستارہ و ہلال جس کی سرحدیں ایک طرف بھارت دوسری طرف ایران اور تیسری طرف افغانستان سے ملی ہوئی ہیں۔ پاکستان کا رادئی جب کھلے ذہن کی آنکھوں سے حقائق کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو آج بھی پاکستان کے لئے سب سے زیادہ خطرات انہی صحرائے گوبی کے وحشی اجڈ توسیع پسند خونخواروں سے نظر آتے ہیں۔ جو کسی دور میں عالم عرب کی تباہی کا باعث بنے تھے جب عراق اور دجلہ کی نہروں کا پانی سرخ ہوگیا تھا اور آج وہ وحشی پہلے سے بھی خونخواریت لئے ہوئے ہیں۔ گو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ دورِ جہالت کا دور نہیں ہے۔ یہ ترقی یافتہ دور ہے۔ لیکن اس ترقی یافتہ دور میں بھی تقریباً ہر جگہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والے فارمولے پر عمل ہو رہا ہے۔ دیکھنے میں وہ وحشی اجڈ گنوار بہت سلیقہ مند اور سول لائنز نظر آتے ہیں لیکن موجودہ دور میں تو یہ لوگ مکمل طور پر مادہ پرست سوشلسٹ بن چکے ہیں۔ اور اب تو یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح آسمانی قوتوں سے کسی بھی سلسلے میں مدد تک کے خواہاں نہیں ہوتے، بلکہ کسی بھی غیبی طاقت کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے ہیں۔ صحیح معنوں میں یہ لوگ بے دین ہو چکے ہیں۔

"کابل کو فتح کرنا آسان مگر قبضہ رکھنا مشکل ہے۔" یہ تقریباً سو سالہ پرانی کہاوت ہے موجودہ دور میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ روسی

نعیم صدیقی

اُٹھ باندھ کمر غازی میدان بلاتا ہے

اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بلاتا ہے
اے بندۂ سلطان اُٹھ! سلطان بلاتا ہے
رحمٰن بلاتا ہے
منان بلاتا ہے
ذی جاہ بلاتا ہے، ذی شان بُلاتا ہے
اُٹھ صاحب فرمان کا فرمان بُلاتا ہے
اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بلاتا ہے

★

جو کچھ بھی میسّر ہو سامان، وہی لے چل
اُٹھ ذوقِ خودی لے چل
اُٹھ حُبِّ نبیؐ لے چل
اُٹھ جوشِ عمرؓ لے چل، اُٹھ زورِ علیؓ لے چل
ہر صاحبِ ایماں کو، ایمان بُلاتا ہے
اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بلاتا ہے

★

تو حق کا سپاہی ہے، چل اپنا رجز گا کر
اُٹھ جھوم کے لہرا کر
ہر عیش کو ٹھکرا کر
رکھ دین کی بنیادیں، ہر کفر سے ٹکرا کر
اے حاملِ قرآں اُٹھ: قرآن بُلاتا ہے
اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بلاتا ہے

★

کیوں اتنا ہراساں ہے کیوں چاک بداماں ہے
حیراں ہے پریشاں ہے
اک پیکرِ حرماں ہے
تجھ کو غمِ پنہاں ہے، تو بے سر و ساماں ہے
تجھ بے سر و ساماں کو سامان بُلاتا ہے
اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بُلاتا ہے

★

مجبور بُلاتے ہیں، محکوم بُلاتے ہیں
مظلوم بلاتے ہیں
محروم بلاتے ہیں
بیوائیں بُلاتی ہیں، معصوم بُلاتے ہیں
انسان کا ستم خوردہ انسان بلاتا ہے
اُٹھ باندھ کمر غازی، میدان بلاتا ہے

★

فوجیں افغانستان پر چڑھ دوڑی ہیں۔ اور تقریباً افغانستان میں اندرونِ ملک روسی فوجوں ہی کا قبضہ ہے۔ گو ملک سے باہر سرحدوں کے قریب پہاڑوں پر گھاٹیوں میں افغانی قوم کے جیالے سپوت روسی فوجوں اور افغانی فوجوں سے برسرِ پیکار ہیں اور دست بدست ہر طرح جنگ و جدل میں بھی مصروف ہیں۔ ان جیالوں کو ہم اور دنیا کی آزاد قومیں مجاہدینِ افغانستان کے نام سے پکارتے ہیں اور روسی لوگ اور افغانستان کا وہ فوجی ٹولہ جو روسی اشارات پر چل رہا ہے (چاہے ملک غلام ہی کیوں نہ جائے) ان بہادر جیالے وطن پرستوں کو باغی قرار دیتے ہیں۔ بہرحال اس جنگ کا انجام تو ہمیں اور دنیا کے لوگوں کو آئندہ سالوں ہی میں معلوم ہو سکے گا کہ آیا روسی فوجیں افغانستان سے واپس جاتی ہیں یا نہیں اور افغانستان میں دوبارہ افغانیوں کی حکومت قائم ہوتی ہے یا نہیں۔ لیکن ماضی کے افغانستان کے بارے میں ۵۰ سال پہلے ایک کہاوت یا روایت بہت ہی زیادہ مشہور تھی۔ وہ کہاوت یا روایت کچھ اس طرح تھی۔ "کابل کو فتح کرنا آسان ہے۔ مگر قبضہ رکھنا مشکل ہے" سو اس وقت جو ہم باتیں کریں گے اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

پورے ہندوستان پر انگریز بہادر کی حکومت تھی۔ ملکہ وکٹوریہ کا دور دورہ تھا۔ افغانستان ہمیشہ کی طرح ایک آزاد ملک کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ دور امیر کابل کا دور کہلاتا تھا۔ افغانستان اور برٹش حکومت کی پہلی جنگ کی وجوہات کی بنا یہ بات تھی کہ کہیں روسی افغانستان پر حملہ نہ کر بیٹھیں چونکہ انیسویں صدی کے وسط میں روسی روز بروز وسطِ ایشیا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تاشقند اور بخارا، آذربائیجان، ازبکستان، سمرقند انگریز دیکھ رہے تھے کہ روسیوں کی پیش قدمی مسلسل جاری ہے۔ انگریز اس بات سے خوفزدہ بھی تھے۔ انہوں نے اس پیش قدمی کی روک تھام کے لئے دوست محمد امیر کابل سے دوستانہ معاہدہ کرنا چاہا لیکن دوست محمد امیر کابل نے یہ شرط رکھی کہ اس کو رنجیت سنگھ سے خالص افغانی علاقے جن میں پشاور بھی تھا دلا دیئے جائیں تب دوستی ہو سکتی ہے۔

انگریزوں نے معذوری ظاہر کی تو ان کی سفارت ناکام ہوگئی۔ اور دوست محمد خان نے روسی سفارت کار کو اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دی انگریز گورنر جنرل نے شاہ شجاع سے جو امیر کابل دوست محمد خان کا باغی تھا اور اس کے خوف سے ہندوستان میں انگریزوں کی پناہ لئے ہوئے تھا تختِ کابل کا وعدہ کیا۔ چنانچہ رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع کی مدد سے انگریزوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ دوست محمد کے لڑکے اکبر خان کی سرکردگی میں پٹھانوں نے شاہ شجاع اور انگریز ریذیڈنٹ کو ہلاک کر دیا اور باقی انگریزوں اور ان کے بیوی بچوں کو بخیریت جلال آباد پہنچانے کے وعدہ پر کابل سے روانہ ہونے کی اجازت دے دی وہ جب کابل سے جلال آباد کے لئے روانہ ہوئے تو پٹھانوں ہی نے راستے میں انہیں چن چن کر قتل کر دیا۔ صرف ایک ڈاکٹر برائنڈن کسی طرح بچ کر واپس جلال آباد پہنچا۔ یہ خبر پاتے ہی انگریزوں نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ افغانستان پر چڑھائی کر دی، ایک فوج قندھار میں جنرل ناٹ کی مدد کے لئے اور دوسری فوج جنرل سیل کی مدد کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ دونوں فوجیں

افغانوں کو پے در پے شکست دیتی ہوئی آخر کار کابل پہنچ گئیں۔ دار الخلافہ پر قبضہ ہو گیا۔ شہر کابل کا سب سے بڑا بازار جس کو بڑا بازار ہی کہا جاتا تھا۔ بارود سے اڑا دیا گیا اور بڑی دہشت کا مظاہرہ کیا گیا گورکھا اور سکھ رجمنٹ نے بہت ہی اخلاق سوز انسانیت سوز مظالم کئے اور جنگ ختم ہو گئی، کابل فتح ہو گیا۔ اس جنگ میں انگریز بہادر کا بھی بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ چونکہ شاہ شجاع مر ہی چکا تھا۔ اور انگریزوں کو کوئی ایسا قابل آدمی نظر نہیں آتا تھا جس کو کابل کے تخت پر بٹھایا جائے اس لئے کچھ دن اور تاوانِ جنگ لے کر آخر کار دوست محمد ہی کو دوبارہ تخت کابل پر بٹھا کر انگریز فوجیں واپس آ گئیں۔ پھر آخر وقت تک امیر کابل دوست محمد برٹش ایمپائر کا وفادار رہا۔ وقت گزرتا رہا۔ روسی افغانستان کی سرحدوں سے حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ اور برٹش ایمپائر سے کسی قیمت پر بھی لڑائی مول لینے کو تیار نہ تھے لیکن حالات سے بے خبر نہیں تھے۔ اور وقت کا انتظار کر رہے تھے امیر کابل دوست محمد کے بعد امیر شیر علی کا زمانہ آیا۔ اور پھر یہ بات ۱۸۸۶ء کی ہے جب انگریزوں نے کوئٹہ اور درہ بولان پر قبضہ جمایا تو امیر شیر علی نے ناراض ہو کر انگریز سفیر کو ملک سے نکال دیا اور روسی سفیر کو ملک میں بلا لیا۔ اس لئے پھر دوبارہ ۱۸۸۶ء میں لڑائی شروع ہو گئی۔ انگریزی فوجیں تین راستوں

خیبر، کرم اور بولان کے راستے سے حملہ آور ہوئے۔ امیر شیر علی فرار ہو گیا انگریزوں کی فوجوں نے قبضہ کر کے اس کے بیٹے یعقوب خان کو امیر کابل تسلیم کر لیا، جس نے سب اسٹنڈی امیری سسٹم قبول کیا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد انگریز ریذیڈنٹ کو قتل کر دیا جاتا ہے نتیجہ میں پھر لڑائی شروع ہو گئی۔

انگریزوں نے یعقوب خان کو گرفتار کر کے ہندوستان میں نظر بند کر دیا مگر اس کا بھائی ایوب خان بڑی بے جگری سے جنگ جاری رکھے رہا۔ لیکن بہرحال انگریزی قوت اس دور میں زبردست تھی۔ آخر کار شکست ہوئی اور گرفتار کر لیا گیا۔ پھر انگریزوں نے شیر علی کے بھتیجے عبدالرحمٰن خان کو امیر کابل تسلیم کیا اور فوجیں پھر افغانستان سے ہندوستان واپس اپنی اپنی بیرکوں میں چلی گئیں۔

مندرجہ بالا لڑائیوں سے یہ پتہ چلتا تھا کہ کسی فاتح قوم کے لئے کابل میں مستقل قیام نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ کیونکہ افغان جنگجو قوم ہے ان کا بچہ بچہ ہتھیار چلانے میں ماہر ہے اس لئے وہاں قبضہ اسی صورت میں قائم رکھا جا سکتا ہے کہ یا تو ان کو تہس نہس کر دیا جائے اور ظاہر ہے یہ ناممکن سی بات ہے۔ یا پھر دوسری

صورت میں وہاں ہر وقت بے پناہ فوج رکھی جائے۔ لیکن برٹش گورنمنٹ کے لئے اس کے بے پناہ اخراجات پوری کرنا وہاں کے حالات کے مطابق تقریباً بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن سا لگتا تھا۔

افغانستان کوئی سرسبز و شاداب زرخیز ملک تو ہے نہیں کہ وہاں سے مالی فائدے کی امید رکھی جا سکتی ہو بلکہ اس دور میں وہاں قبضہ کرنا اور قبضہ رکھنا صرف دردِ سری تھا اس لئے اس پر قبضہ اس وقت میں کس برتے پر رکھا جا سکتا تھا۔ چونکہ افغانستان سے روس کی سرحدیں ملتی ہیں اور روس اس وقت بھی بہر حال ایک عظیم ملک تھا اس لئے برٹش ایمپائر کے لئے سرحدوں کی ڈیفنس لائن پر اس قدر خرچ کرنا بہت مشکل تھا۔ اس وجوہات کی بنا پر واقعی یہ کہنا درست تھا کہ افغانستان کو فتح ضرور کیا جا سکتا ہے

لیکن اس پر قبضہ قائم رکھنا ایک مشکل ترین مرحلہ تھا۔ اب موجودہ حالت میں نوعیت دوسری ہے۔

روسیوں نے بہت آہستہ آہستہ جارحیت کا مسلسل رویہ اختیار کر کے سمرقند، تاشقند، بخارا، آذر بائیجان، ازبکستان پر قبضہ کر لیا۔ جو سب اسلامی سلطنت کے حصے تھے۔ اور جہاں کی مکمل آبادیاں مسلمان ہی تھیں۔ اس طرح روس کی سرحدوں میں توسیع ہوتی چلی گئی اور روسی فوجیں یا جس کو قطبی ریچھ بھی کہا جاتا ہے۔ افغانستان کی سرحدوں پر بیٹھا وقت کا انتظار کرتا رہا۔

پھر جب ذرا حالات اس کی موافقت میں ہوئے اور اس کو اپنی سرحدیں بڑھانے کا خیال آیا۔ تب اس وقت وہ افغانستان میں داخل ہو گیا اور اس وقت پاکستان کی سرحدوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ جیسے کسی دور میں وہ افغانستان کی سرحدوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

اب ہم دیکھیں یا ہمارے بعد آنے والے دیکھیں کہ وہ پرانی روایت یا کہاوت کہاں تک درست ثابت ہوتی ہے کہ

"افغانستان یا کابل پر قبضہ کرنا آسان ہے۔ مگر اس کو ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھنا مشکل ہے"

بقیہ: افغانستان میں بھارت...

بھارت کے حوالے کر دیا تھا جیسے محمود غزنوی سومنات کی فتح کے بعد اکھاڑ کر کابل اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

افغانستان میں روسی اثر و رسوخ میں اضافے کی ذمہ داری بھی ظاہر شاہ پر ہی عاید ہوتی ہے پاکستان کے ساتھ اس نے ہمیشہ پختونستان کے حوالے سے سرحدی تنازعہ قائم رکھا۔ یہ فتنہ بھی ظاہر شاہ کی زیر سرپرستی خوب پھیلا پھولا۔ اور اس بات سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ظاہر شاہ نے کشمیر کے تنازعے پر ہمیشہ پاکستان کے موقف کی مخالفت اور بھارت کی حمایت کی اس نے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنے کے موقع پر بھی پاکستان کی مخالفت کی۔ کئی مرتبہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحدی تصادم بھی ہوئے

بھارتی حکمرانوں کے رویے پر افغان مجاہدین کے قائد مولوی یونس خالص نے بالکل درست تبصرہ کیا ہے۔ کہ

"ہم بھارت کو کسی مشورے کے قابل نہیں سمجھتے اسے یہ خبر نہیں کہ وہ اب تک کھیل کے میدان سے باہر رہا ہے۔ لہٰذا اسے اس معاملے میں مداخلت کا حق نہیں پہنچتا۔ بھارت نے ہر جگہ افغان مجاہدین کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ وہ روس کا حلیف ہے اور افغان عوام بھارت پر قطعاً اعتماد نہیں کر سکتے۔"

عبدالحسیب ہمدرد

اسلامی حکومت کے قیام تک جدوجہد جاری رہے گی

اگر ہم براعظم ایشیا اور خاص طور پر افغانستان کی تاریخ کا بہ غور مطالعہ کریں۔ تو یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ گذشتہ صدیوں میں بیرونی سامراجیوں نے کئی بار افغانستان پر فوج کشی کی اور چاہا کہ افغانستان کے حریت مجاہد عوام کو اپنا غلام بنا کر کرۂ ارض کے اس حسین و جمیل اور دلکش خطے کو جو اپنی قدرتی رعنائیوں اور معدنی ذخائر سے مالا مال ہے پر اپنا قبضہ جمالے۔

تاریخ گواہ ہے، ہمارے جیالے عقاب صفت اسلاف نے اجنبی حملہ آوروں پر جھپٹ کر یوں دبوچ لیا جیسے ایک شاہین ہوا میں اپنے شکار کو پکڑ کر اس کے پر و بال نکال دیتا ہے۔ ہمارے اسلاف اور محسنوں نے گذشتہ صدیوں میں بقائے دین اور وطن کے تحفظ کے لئے عظیم کارنامے انجام دیکر دشمنوں کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ روس جو ہمارے ملک افغانستان کا ایک عظیم ہمسایہ ملک ہے۔ صدیوں سے یہ ارمان دل میں لئے وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ افغانستان پر کس طرح اپنا قبضہ جمالے اور افغانستان کو روسی ترکستان جیسی اسلامی ریاستوں کی طرح اپنا جزو قلمرو بنالے۔ چنانچہ روس بالآخر ۱۹۷۸ء میں اپنی دیرینہ سازشوں میں وقتی طور پر کامیاب ہوا اور اپنے مٹھی بھر زرخرید غلاموں کی مدد سے افغانستان میں نام نہاد انقلاب لایا۔ اور پھر جلد ہی ۱۹۷۹ء میں براہ راست فوجی مداخلت کر کے کمیونسٹ نظام کو رائج کرنے کی نہایت زور و شور سے اصلاحات نافذ کرنے کی کوشش کی۔ افغان عوام کو اسلام سے منحرف کرانے اور کمیونزم کو اپنانے کے لئے ان وحشی درندوں نے نہتے افغان عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھائے۔

انہی سرپھرے روسیوں نے ہمارے مظلوم مسلمان عوام کا اپنے آبائی ملک میں جینا حرام کر دیا۔ زندگی اجیرن کر دی، عوام پر عرصۂ حیات دن بہ دن تنگ سے تنگ تر کرتا گیا۔ روسیوں نے اپنے دیوہیکل ٹینکوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اس حسین خطوں کو ویرانیوں میں بدل ڈالا۔ مگر ہمارے جانباز اور شیردل افغان مجاہد عوام نے اپنے اسلاف کے نقش قدم کو اپنایا اور اپنے محسنوں کی تابندہ یادوں کو تازہ کرنے کے لئے ایک بار پھر ایک جارح کے خلاف صف آرا ہوئے۔ گذشتہ ۹ برسوں میں روسیوں اور ان کے اتحادیوں کو جنگ کا وہ مزہ چکھایا کہ وہ زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔ اس طرح روسی استعمارگروں کا سحر ٹوٹ گیا اور ان کا بھرم دنیا والوں پر کھل گیا۔ ہم نے اب آگ اور خون کا دریا عبور کر لیا ہے، ہماری ناؤ منجدھار سے نکل چکی ہے اور ساحل مراد قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔

روس اور روس نواز افغان کمیونسٹ انقلاب ثور کو جسے برگشت ناپذیر اور زوال ناپذیر کا نام دیا کرتے تھے۔ اب اسی برگشت ناپذیر اور زوال ناپذیر انقلاب کو ہمارے سربکف مجاہد عوام نے زوال پذیر اور برگشت پذیر ثابت کر دکھایا ہے۔ ہم نے جدید تاریخ میں بے مثال قربانیاں دے کر اپنے دشمن پر اپنی دھاک بٹھا دی ہے۔ اپنی غیرت اور ہمت کا لوہا منوا لیا ہے اور دنیا والوں کو وہ سب کچھ دکھا دیا ہے۔ جس کا تصور کرنا بھی ان کے لئے محال تھا۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم

افغانستان سے کمیونزم کے ریشوں کو جڑوں سے نکال کر دم لیں گے۔ افغانستان میں کلمۂ توحید کا پرچم بلند کر کے اسلام کی بالادستی قائم کرنا ہماری منزل ہے۔

گذشتہ چھ سات برسوں سے افغان مسئلے پر بین الاقوامی اداروں میں جو مذاکرات ہوتے رہے ان مذاکرات میں ابتدا سے انتہا تک افغان مجاہد عوام کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی اور انہیں نظر انداز کیا گیا۔ ہم افغان مسئلے کے بارے میں اپنے موقف کا بارہا اعادہ کر چکے ہیں کہ افغان مسئلے کو صرف دو ہی اصل فریق ہیں۔ یعنی روس اور افغان مجاہدین لیکن ہماری خواہشات کی پرواکئے بغیر مذاکرات کا سلسلہ سالوں سال جاری رہا۔ یہ روسیوں کی ہٹ دھرمی اور اس کی ایک انوکھی سیاسی چال تھی کہ اس نے آخر کار کھیل کھیلا۔ اس نے مسئلے کے اصل فریق کو ایک طرف کر کے اس کی جگہ پاکستان کو مسئلے کا اصل فریق قرار دیا۔ وہ چاہتا ہے کہ میدان جنگ اور سیاسی محاذ پر مجاہدین کے ہاتھوں اپنی شکست پر پردہ ڈال کر افغانستان سے اپنی شکست خوردہ فوجوں کو واپس بلالے۔

روسیوں کو اب یہ علم ہو چکا ہے کہ افغان مجاہد عوام سے ٹکر لینا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ اس لئے وہ اب میدان میں ہاری ہوئی بازی کو مذاکرات کی میز پر جیتنا چاہتا ہے۔

اس مسئلے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ایک بار پھر ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرتے ہیں کہ مستقبل کے افغانستان پر ہمیں ہی حکمرانی کرنے کا حق حاصل ہے اور اس حق سے ہمیں کوئی بھی طاقت محروم نہیں کر سکتی۔

امن پسند دنیا کئی بار ہمارے اس اصولی موقف کی تائید کر چکی ہے۔ کہ مستقبل کے آزاد، خود مختار افغانستان

پر حکومت کرنے کا حق صرف انہی لوگوں کو حاصل ہے۔ جنہوں نے آزادی کی جنگ لڑی ہے اور بے مثال قربانیوں کا نذرانہ دیا ہے۔

روس چاہتا ہے کہ اس کی فوجوں کے انخلا کے بعد افغانستان میں اس کی پٹھو حکومت بحال رہے۔ مگر اس کی اس خواہش کو نہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں اور نہ ہی انصاف پسند دنیا قبول کرے گی یہ وہی روس نواز افغان کمیونسٹ ہیں جنہوں نے اپنے آقاؤں کے ساتھ مل کر افغانستان کی آزادی کا سودا کیا۔ افغان عوام کے خون سے ہولی کھیلی۔ آج وہ کس منہ سے افغانستان پر حکمرانی کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جو لوگ ملک وملت کے ایسے غداروں کو افغانستان کے ستم دیدہ مظلوم عوام پر اقتدار سونپنے یا اقتدار میں شریک کرنے کا خیال رکھتے ہیں وہ افغانستان کے شہداء اور مجاہدین سے بیوفائی کر رہے ہیں۔

بالآخر ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو جنیوا مذاکرات کا دستاویز تکمیل مراحل سے گزر کر اب اس پر دستخط بھی ہو چکے ہیں اور اس طرح گذشتہ نو برسوں کے دوران حکومت پاکستان اور پاکستان کے متدین اور اسلام دوست انصار بھائیوں نے اپنے محدود وسائل کے باوجود جس انداز سے ہمارے ۳۵ لاکھ افغان مہاجرین کی خدمت کی اور ان کی وجہ سے خود ہر قسم کے تکالیف برداشت کئے۔ ہم ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پہلے تو ہمیں یہ خدشہ تھا کہ کہیں پاکستان اس کچے دھاگے میں بندھے ہوئے

سمجھوتے پر دستخط نہ کیے۔ آخر وہی ہوا جس کا ہمیں خوف تھا۔ جنیوا مذاکرات کا دستاویز ہماری مرضی کے خلاف مرتب کیا گیا۔ ہمیں یہ معاہدہ منظور نہیں۔

میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ جن اصولوں کی بنیاد پر یہ دستخط ہو چکے ہیں آپ یقین جانیئے کہ افغانستان میں اس سمجھوتے کے تحت امن و امان ہرگز بحال نہیں ہوسکتا۔ یہ مسئلہ اب تو سلجھنے کی بجائے مزید الجھ گیا ہے۔ ہم ایک بار پھر اس الجھے ہوئے مسئلے کو سلجھا کر دنیا والوں پر ثابت کریں گے کہ ہم اپنے عزم و ارادوں کے آزاد مالک ہیں۔ ہمیں مشرق و مغرب سے کوئی ڈر نہیں۔

۱۹۷۸ء میں جب ہم نے کفر و الحاد کے خلاف حق کا نعرہ بلند کر کے خالی ہاتھوں جہاد شروع کیا تھا۔ اس قیام کا اصل محرک ہمارا عقیدہ، ایمان اور جذبۂ جہاد تھا۔ اس وقت ہمارے پاس کوئی مہلک ہتھیار نہ تھا۔ ہمارا اسلحہ ہمارا ایمان تھا۔ جذبۂ ایثار تھا اور شوق شہادت تھا۔

اب جبکہ روس افغانستان سے شکست کھا کر اپنی فوج نکالنا چاہتا ہے اس نے سیاسی چال کھیل کر ایک معاہدے کے تحت افغانستان سے نکلنا منظور کیا ہے۔ جنیوا معاہدہ سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ ہم نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی کمیونسٹ باقی ہو۔ ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ ہمارے مجاہدوں میں جذبۂ جہاد اور شوق شہادت دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری پوزیشنیں مستحکم سے مستحکم ہوتی چلی جا رہی ہیں ہمیں آئندہ بیس سال تک جہاد جاری رکھنے کے لئے کسی بھی جنگی ساز و سامان کی ضرورت نہیں۔ روسیوں کے افغانستان سے نکل جانے کا اصل مقصد مسئلہ افغانستان کا سیاسی حل نہیں بلکہ وہ اس عنوان کے ذریعے چاہتے ہیں کہ ہمارے سیاسی و جہادی موقف کو کمزور کریں۔ ہمارے درمیان انتشار پھیلائے۔ لیکن دنیا والوں پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ روسی افواج مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھا کر افغانستان سے بے آبرو ہو کر نکل رہی ہیں۔ پہلی شکست یہ ان کی تھی جو انہوں نے ہمارے جیالے مجاہدوں کے ہاتھوں کھائی ہے۔

جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد اب یہ کوشش جاری ہے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں کی شمولیت کے ساتھ وسیع تر بنیادوں پر ایک عبوری حکومت قائم کی جائے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ ہمیں ہمارے تیرہ لاکھ شہیدوں کے قاتلوں کے ساتھ ایک میز پر بٹھا کر ہمارے درمیان اقتدار کے لئے کوئی سمجھوتہ کرانے کی تلاش کی جا رہی ہے۔ ہم اپنے قاتلوں کے ساتھ کیسے ایک جگہ بیٹھ کر اپنے شہیدوں کے ورثاء پر حکومت کریں۔ یہ نہ تو اسلام کا تقاضا ہے اور نہ ہی ہماری افغانی غیرت کا

> ہم ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ روس جتنی جلدی ممکن ہو ہمارے اعلان کا مثبت جواب دے اور ہمارے ساتھ براہ راست مذاکرات کرنے پر آمادہ ہو جائے، ورنہ جنیوا معاہدے پر دستخط ہونے سے کوئی خاطر خواہ مطلب حاصل نہیں ہوگا۔
>
> پروفیسر برہان الدین ربانی امیر جمعیت اسلامی افغانستان

ہم کسی بھی صورت میں افغان کمیونسٹوں کے ساتھ وسیع تر بنیاد پر عبوری حکومت قائم کرنے کے لئے حاضر نہیں افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام تک ہماری جد و جہد آزادی جاری رہے گی۔ اور انشاء اللہ ہمارے تیرہ لاکھ شہیدوں کے آرزوؤں کے مطابق وہاں اسلامی عدل و انصاف پر مبنی نظام قائم ہو جائے گا۔

مشتاق بھٹی۔ایم۔اے

افغان مجاہدین سے

اُفق پہ آشکار ہیں طلوعِ صبح کے نشان ۔۔۔ گریز پا ہیں ہر طرف سے ظلمتوں کے کارواں
شکستِ فاش ہو چکی ہے اب نصیبِ دشمناں ۔۔۔ یہ خرس لے رہا ہے آخری اب ہچکیاں

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

تمہارے عزم و حوصلہ پر آفریں، صد آفریں ۔۔۔ کبھی نہ ہوگی زیر یہ مجاہدوں کی سرزمیں
تمہارا یہ جہاد ہے فقط برائے ملک و دیں ۔۔۔ لکھی ہیں تم نے خون سے حکایتیں بہت حسیں

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

یہ برف پوش چوٹیاں، یہ وادیوں کے سلسلے ۔۔۔ جلے ہوئے یہ کِشت و دِرہ، یہ سنگلاخ راستے
رواں دواں جہاں رہے ہیں عزتوں کے قافلے ۔۔۔ بتا رہے ہیں آج بھی یہ حریت کے مرحلے

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

خراج تم کو دے رہی ہے ساری دُنیا برملا
تمہاری جنگ بے سپر پہ اہل دیں ہیں سب فدا
تمہاری داستاں رہے گی نوک بر زباں سدا
بروزِ حشر ہے خدا شہیدوں کی خود جزا

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

تمہی سے اب جہاں میں ہے شعارِ دیں کی آبرو
تڑپ رہی ہے لاش گو، رواں اگرچہ ہے لہو
تمہارے دم قدم سے ہے جواں دلوں میں آرزو
ہے راہ حق میں آج انہیں اسی قضا کی جستجو

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

جھکی رہے جبیں اگر خدا کی بارگاہ میں
ذرا بھی دل لگے کبھی نہ آہ میں نہ واہ میں
سمجھ سکو کہ تم فقط خدا کی ہو پناہ میں
علم اُڑیں گے فتح کے ہر ایک رزم گاہ میں

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو بڑھے چلو

ہیں دُور ابھی تو منزلیں، نہیں کٹا سفر ابھی
رہے برہنہ تیغ ابھی، بندھی رہے کمر ابھی
ہے گھات میں غنیم ابھی، اُٹھی رہے نظر ابھی
عدو کے سخت مورچے نہیں ہوئے ہیں سر ابھی

مجاہدو! بہادرو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
رہے یہ خون گرم تر، بڑھے چلو، بڑھے چلو

تحریر : مولوی زاھدی احمدزئی

معاشی نظام میں اسلام کا امتیازی مقام

قارئین کرام آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات کا نام ہے اور مادہ و معنی دونوں پر حاوی ہے۔ اس لئے اس الہیٰ نظام میں جس طرح سیاست، جنگ و امن سماجی اور عائلی، فلاحی، تہذیبی و تعلیمی امور کے لئے الگ الگ قوانین اور اصول وضع کئے گئے ہیں۔ اسی طرح انسانی نظام معیشت کے لئے بھی کچھ ضوابط بنائے ہیں۔ ایسے قوانین سرمایہ داری اور اشتراکی دونوں نظاموں سے الگ اور ممتاز ہیں۔

یعنی اسلام جس طرح اشتراکیت کے معاشی نظام کا مخالف ہے اس طرح سر[illegible]انہ طرز فکر کا بھی مخالف ہے۔ یعنی اسلام جس طرح فقر و فاقہ کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے صرف انفرادی احسان پر انحصار کرنے کی تائید نہیں کرتا اسی طرح سرمایہ دارانہ نقطۂ نظر کی بھی حمایت نہیں کرتا۔ وہ اس[illegible] کو تسلیم نہیں کرتا کہ کوئی دولت[illegible] ادمی اپنے مال و دولت کا حقیقی مالک اور اپنے مال کے تصرف میں مختار کل ہے چاہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے اور چاہے تو بخل سے کام لے، یا اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے بے جا طور پر خرچ کرتا رہے۔ یہ مطلقاً سرمایہ دارانہ نقطۂ نظر بلکہ موزون ترین الفاظ میں اُس قارون کا نقطۂ نظر ہے جو اپنی مال داری کو اپنا کمال کہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا منکر تھا اور اپنے اہل قوم کا حق مار لیتا تھا اسی پاداش میں اللہ رب العزت نے اُسے اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے بارے میں سورہ قصص میں فرمایا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ
فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝

(سورۃ القصص آیہ ۸۱)

آخر کار ہم نے اسے "قارون" اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا۔ جو اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا۔

اسی طرح اسلامی نظام معیشت جس طرح فقر و فاقہ کے بارے میں رہبانیت جبریہ، انفرادی احسان کے قائلین اور سرمایہ داروں کے نقطہ ہائے نظر کی تردید کرتا ہے۔ اسی طرح مارکسی اشتراکیت کی بھی پُرزور تردید کرتا ہے۔ اشتراکیت پسند گروہ کے نزدیک فقر و فاقہ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ دولت مند طبقے کو بالکل ختم کر دیا جائے اور ان کے مال و متاع کو ضبط کر لیا جائے اور قانون ملکیت کو بالکل کالعدم قرار دیا جائے۔ غریب طبقے کو دولت مند طبقے کے خلاف بھڑکا کر طبقاتی کش مکش کو جنم دیا جائے حتیٰ کہ مزدوروں اور محنت کاروں کے طبقے غالب آجائیں اور ایک پرولتاری ڈکٹیٹر شپ قائم ہو جائے

اسلام ذاتی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ اس میں انسان کے ایک فطری جذبہ کی تسکین کا سامان ہے اور اس میں معاشرتی پیشرفت اور اقتصادی ترقی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ نیز یہ تمدنی اور سیاسی آزادی کے بقا کی مادی ضمانت ہے۔ اس نے ذاتی ملکیت کو کچھ حدود

وقیود کا ضرور پابند بنایا ہے مگر وہ عام طور پر ذاتی ملکیت کے اصول کو استحسان کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مختلف قوانین و احکام کے ذریعے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد قرار دیتا ہے

دراصل ذاتی ملکیت کے اصول میں کوئی خرابی نہیں بلکہ خرابی تو اُن لوگوں کے اپنے اندر ہے. جو اپنی ذاتی ملکیت کو بڑھانے کے لئے دوسرے لوگوں کا استحصال کرتے ہیں. اگر وہ لوگ ظلم و جور سے باز آجائیں. تو یہی دولت ان کے ہاتھوں میں خیر و صلاح کا ایک ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے. جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ:

"نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ"

یعنی وہ حلال طریقے سے کمایا ہوا مال کتنا اچھا ہے جو کسی نیک آدمی کے پاس ہو۔

لہٰذا اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان کے قلب و ضمیر کی اصلاح کی جائے وہ اس مقصد کے حصول کے لئے صرف وعظ و تلقین ہی نہیں کرتا بلکہ انسان کو قانون کا پابند بنا کر اُس پر حکومت کی نگرانی بھی ضروری قرار دیتا ہے۔

اسلام افراد اور معاشرے کے باہمی تعلقات کو اخوت و تعاون کی بنیاد پر استوار کرتا ہے اور سوسائٹی کے مختلف افراد کی باہمی دشمنیوں اور مختلف طبقات کی باہمی کش مکش کو برقرار نہیں رکھتا. بلکہ کینہ، حسد اور بغض کو ایسی آفات قرار دیتا ہے. جو نیک اعمال کو اس طرح کھا جاتی ہیں. جس طرح آگ ایندھن کو. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد و بغض کو اس کے خطرناک اور تباہ کن اثرات کے پیش نظر "داءالامم" اُمتوں کا مرض قرار دیا ہے.

اس لئے اسلام ہر اس ازم کی شدت سے تردید کرتا ہے. جو امراء و فقراء کی باہمی کش مکش کو ہوا دیتا ہے. اسلام میں اخوت. ایمان و اسلام کے شجرۂ بہار کا شیریں ثمر ہے. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ "مومن لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں. اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا."

اے اللہ تعالیٰ کے بندوں آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ." اسی وجہ سے سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں. چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان وغیرہ دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم. ابوہریرہ، ابوذر، بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم غریب صحابہ ایک دوسرے کے رفیق تھے. کوئی غریب کسی امیر سے کینہ نہیں رکھتا تھا. اور کوئی امیر کسی غریب پر اپنی برتری نہیں جتا تھا. وہ آغوش اسلام میں آکر آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے.

اسلام کسی مسئلے کا کوئی ایسا حل قبول نہیں کرتا. جو اور بہت سے خطرناک مسائل کو پیدا کر دے. کمیونسٹ اور سوشلسٹ فقر و فاقہ کے مسئلے اور اقتصادی خرابیوں کا یہ حل پیش کرتے ہیں کہ ساری قوم کی آزادی سلب کر کے اُسے ایک ایسی جابر و ظالم ڈکٹیٹر شپ کے چنگل میں دے دیا جائے. جو اُن کے رزق اور دیگر ضروریات زندگی پر پوری طرح قابض ہو اور کسی کے لئے اس بات کا موقع نہ چھوڑے کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی کام کر کے دولت کمائے اور اپنے حسب منشأ اس میں تصرف کر سکے. بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے باشندگان ملک کو ایک ہی رشتہ غلامی میں منسلک کر دیا جائے. سب کے سب ایک ہی آقا کے تابع فرمان بن کر رہ جائیں اور اس آقائی پر وہ گروہ فائز ہو جو پولیس، جاسوسی نظام اور جیلوں وغیرہ کی مدد سے اقتدار پر قابض ہو گیا ہو. اور لوگ اس کے جبر و تشدد کے آگے بالکل بے بس ہوں. بلکہ اُس کے ہر اچھے اور برے عمل پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسانے پر مجبور ہوں اور لفظ "نہیں" کہنا تو درکنار وہ حاکم گروہ کے کسی ناجائز حکم پر "کیوں" کہنے سے بھی بالکل عاجز ہوں. وہ اس کی بات کاٹ بھی کیسے کر سکتے ہیں. جبکہ اس کے قبضے میں اُن کا اور اُن کی اولاد کا رزق ہو. اور اُن کے اپنے قبضے میں کچھ بھی نہ ہو۔

باوجود اس کے کہ کمیونسٹ اور سوشلسٹ قوم کی آزادی سلب کر کے اُن پر عرصۂ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

ماہنامہ

مشعل

م ش ع ل

صاحبِ امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیّت اسلامی افغانستان

مدیر : سید عبداللہ معاون : عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ نمبر ۱۰ - مسلسل نمبر ۲۲ - اپریل ۱۹۸۸ء - حمل، ثور ۱۳۶۷ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہیؑ
۳- ارشاد نبویؐ
۴- ہفت ثور کی مناسبت سے . . .
۵- سانحہ اوجڑی کیمپ پر . . .
۶- جنیوا سمجھوتہ مسئلے کا . . .
۷- افغانستان میں بھارت کی دلچسپی
۸- ڈاکو اور لیٹرے کون؟
۹- ماہ رمضان المبارک برکتوں کا مہینہ ہے
۱۰- روزہ جہاد کا مہینہ ہے
۱۱- کابل کو فتح کرنا آسان، مگر . . .
۱۲- اسلامی حکومت کے قیام تک . . .
۱۳- معاشی نظام میں اسلام کا امتیازی سلوک
۱۴- یروشلم روداد غم
۱۵- جنیوا معاہدہ - روسی چال یا پسپائی
۱۶- مومن کی اصل ذمہ داری . .
۱۷- افغانستان میں روس کے آخری پتے
۱۸- افغان مجاہدین اور جذبہ جہاد
۱۹- مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے روسی . . .
۲۰- حضرت عمرو بن العاص رضؓ
۲۱- اخبار جہاد
۲۲- قافلہ شہدا

پتہ

دفتر : ماہنامہ **مشعل** کلچرل کمیٹی جمعیّت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

PESHAWAR PAKISTAN پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک : سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ

پشاور - پاکستان

حیات تنگ کر دیتے ہیں اور لوگوں کی املاک اور پیداوار کے وسائل پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ وہ فقر و فاقہ کے مسئلے کو حل نہیں کر سکتے۔

اسی وجہ سے دوسرے نظاموں کی بدولت اشتراکی ممالک میں سالانہ پیداوار و آمدنی کا معیار دن بہ دن گرتا جا رہا ہے۔

کیونکہ اشتراکی نظام ذاتی ملکیت پر قدغن لگاتا ہے۔ انفرادی صلاحیتوں کو کچل ڈالتا ہے اور فرد کی آرزوؤں اور جذبات کو دبا دیتا ہے۔ جس کے تحت فرد کی کوئی قدر و قیمت نہیں، نہ اسے کمانے اور خرچ کرنے کی کوئی آزادی ہے۔ ایک بالکل آزادانہ نظام زندگی کے مقابلے میں اسی پابندیوں اور مختلف قیود و حدود سے مقید و محدود نظام زندگی کے دوسرے مروجہ نظام ہائے زندگی سے پیچھے رہ جانے کا اعتراف خود کمیونسٹ لیڈر بھی کر چکے ہیں (جاری ہے)

بقیہ: اداریہ

لے جائیں گے۔ اور یہی تحفہ ایک دوسرے سے قربت کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور آئندہ انشاءاللہ ایک قوم کی طرح اسلام کا مشترکہ دفاع کریں گے اور کفار ولوں کے مقابلے میں چاہے وہ کمیونسٹ ہو یا ہندو ایک ہی

جنیوا کا معاہدہ افغانستان میں ہرگز صلح کا ضامن نہیں بن سکتا۔ کمیونزم کے جراثیم آج بھی افغانستان میں موجود ہیں۔ اور خونریزی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

میدان سے اس وقت تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جب تک اسے شکست سے دوچار نہیں کریں گے اور دونوں برادر ملک فتحیابی سے سرشار ہو کر "ہم ایک ہیں اور ایک رہیں گے" کے ترانے سے دنیا کی باطل قوتوں کو للکاریں گے۔ (انشاءاللہ۔)

بقیہ: ارشاد نبوی

کا تحفظ بھی اسی طرح ضروری ہے کہ جس طرح وہ اپنے لئے اس بات کی آرزو کرتا ہے۔

اب ذرا دیکھئے جو دین غیر مسلم کے لئے بھی اتنے اچھے ہمدردانہ جذبات رکھتا ہو وہ خود اہل ایمان کے درمیان محبت اور اخوت کے لئے کیا کچھ تقاضا نہ رکھتا ہوگا۔ حاصل گفتگو یہ ہے کہ مومن کشادہ دل ہوتا ہے، خودغرضی اور مطلب پرستی اس کی سیرت و کردار کے اجزاء نہیں بلکہ وہ تو محبت و اخوت کا جوہر کامل ہے۔ جو فوائد اور منافع کو خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی صرف اپنی ہی ذات تک محدود رکھنا تصور کرتا ہے۔ اور کسی مومن کے لئے بخیل ہونا زیبا نہیں ہے۔

پھر مومن ایک ایسا ہمدرد خلائق ہے کہ ساری انسانی برادری عموماً اور مسلمان برادری خصوصاً اس کے نزدیک ایک ناقابل تفریق اکائی ہے جسے بانٹا نہیں جا سکتا بلکہ یوں کہیئے کہ سارے مسلمان ایک جسم ہیں اور جسم کا کوئی بھی حصہ اگر تکلیف میں مبتلا ہو تو اسی کا درد سارے جسم کو محسوس ہوتا ہے اور محبت کی یہی ہمہ گیر کیفیت اس حدیث پاک کی روشنی میں تکمیل ایمان کی دلیل ہے۔

بقیہ: جنیوا سمجھوتہ

حزب اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد یونس خالص صاحب نے جلسہ سے تقریر کرتے ہوئے جنیوا مذاکرات کو مسترد کیا اور جہاد کا راستہ اپنانے کی حاضرین مجلس کو تلقین کی۔ انہوں نے کہا امریکہ ہمارا دشمن ہے وہ اپنے مفادات کے لئے ہمیں امداد دیتا ہے۔

جناب ڈاکٹر فاروق اعظم محاذ ملی اسلامی افغانستان کے نائب امیر نے کہا: کہ جنیوا مذاکرات ایک دھوکہ ہے ہمیں منظور نہیں۔ ہمارا جہاد روسی فوجیوں کے انخلاء اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے خاتمے تک جاری رہے گا

آخر میں مجاہدین اسلامی افغانستان کی مجوزہ عبوری حکومت کے سربراہ جناب انجینیئر احمد شاہ نے کہا کہ ہم جنیوا مذاکرات پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اپنے اتحاد و اتفاق کو مزید مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے کوشاں رہیں گے۔

محمد افضل خان

یروشلم روداد غم

۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء کو اقوام متحدہ نے فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کے اظہار کا دن مقرر کیا تھا. سب اسلامی ممالک میں رہنماؤں نے اس سلسلے میں بیانات دیئے. جلسے کئے اور بعض ممالک میں جلوس بھی نکالے گئے فلسطین کی المناک اور عبرت آموز تاریخ کچھ اس طرح سے ہے.

" اے یروشلم! دنیا میں خوبصورتی کے ۱۰ پیمانے تھے. تیرے حصے میں ۹ آئے تھے اور باقی دنیا کے حصے میں ایک. آج دنیا میں آفات اور مصیبتوں کے ۱۰ پیمانے ہیں تیرے حصے میں ۹ آئے ہیں اور باقی دنیا کے حصے میں ایک. "

یہ اُن دو اشعار کا ترجمہ ہے. جو عرب یروشلم کے ایک پرانے یتیم خانے کے دروازے پر ایک فریم میں لگا کر آویزاں کئے ہوئے ہیں. یہودی قبضے اور مظالم کی وجہ سے شہر کی خوبصورتی تو باقی نہیں رہی. البتہ بے اندازہ مصائب اور آلام اس شہر اور اس کی عرب آبادی کا مقدر بنے ہوئے ہیں.

یروشلم دنیا کا ایک قدیم ترین شہر ہے. اس کی تاریخ چار ہزار سال پرانی ہے. اس کی مذہبی تاریخ ۱۹ صدی قبل مسیح حضرت ابراہیمؑ کے دور سے شروع ہوتی ہے اور آج تک اس کا یہ تسلسل قائم ہے اس شہر کی تاریخ کا سب سے زیادہ تابناک اور شاندار باب اس کی ساتویں صدی عیسوی میں اسلامی فتح سے شروع ہوا بارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے اسے دوبارہ فتح کر لینے کے بعد کا دور بھی اس کی تاریخ کا زرین باب ہے لیکن گیارہویں صدی میں یورپی صلیبیوں اور بیسویں صدی میں یہودیوں کا اس پر قبضہ اس کی تاریخ کے المناک اور سیاہ ترین دور ہیں.

۶۳۸ء میں حضرت عمرؓ بن خطاب نے بذات خود مفتوح عیسائی پادری سے شہر کی چابیاں وصول کی تھیں. اس سے کئی صدیاں پہلے تک یہ شہر رومیوں اور بازنطینیوں کے قبضے میں رہا اسلامی دور کے آغاز سے پانچ سو سال پہلے رومی بادشاہ ہیڈریان نے شہر سے یہودیوں اور ان کے آثار کا مکمل خاتمہ کر کے اس پر ہل چلا دیا تھا. اور وہاں ایک نیا شہر ایلیا آباد کر دیا تھا. یہودیوں کو شہر میں جانے کی اجازت نہیں تھی. خلاف ورزی کی صورت میں سزائے موت مقرر کی گئی تھی.

۶۱۴ء میں یہودیوں کی مدد سے ایرانیوں نے یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا. اور ہزاروں عیسائیوں کو تہہ تیغ کر دیا تھا. سات سال بعد ہرکولیس نے ایرانی حملہ آوروں کو شکست دے دی اور ان کا قتلِ عام کیا.

اس وقت عرب میں پیغمبر اسلامؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی ہوئی تھی ان کے یروشلم کو قبلہ اول مقرر کرنے کی وجہ سے اس شہر کا نہایت احترام کیا جاتا تھا. اسلامی فوج نے اس کا دیر سے محاصرہ کیا ہوا تھا. شہر کے بڑے پادری سوفوریس (SOPHORIUS) نے اس شرط پر ہتھیار ڈالنے پر آمادگی کا اظہار کیا کہ حضرت عمرؓ اس تقریب میں بذاتِ خود شرکت کریں.

حضورؐ نے معراج کا سفر اس جگہ سے شروع کیا تھا. شہر کی عظمت اور پاکیزگی کا احترام کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے خود آ کر شہر کی چابیاں وصول

کیں. ہتھیار ڈلوانے کی شرائط اسلام کے غیر معمولی صبر و تحمل اور رواداری کا مظہر ہیں.

"بسم اللہ الرحمان الرحیم. اللہ کا خادم اور اسلامی فوج کا کمانڈر حضرت عمرؓ شہریوں کے جان و مال، املاک گرجوں اور صلیبوں کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے. نہ ان پر کسی قسم کا مذہبی دباؤ ڈالا جائے گا اور نہ ہی ان کے مذہبی اور ذاتی امور میں کسی قسم کی مداخلت کی جائے گی." یہ معاہدہ آج تک اسلامی تحمل اور بردباری کی نمایاں مثال تصور کیا جاتا ہے. اگر اس کا موازنہ بیسویں صدی کے "مہذب" فاتحوں کے کردار سے کریں. تو اس کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے.

یروشلم سے واپس جانے سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس جگہ کا تعین کیا جہاں سے حضورؐ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے. اس جگہ کی صفائی کرائی گئی اور وہاں ایک عارضی مسجد تعمیر کی گئی. بعد میں وہاں اسلامی طرزِ تعمیر کی ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی اور یہ شہر مسلمانوں کے مقدس ترین شہروں میں شمار ہونے لگا. اس کا رومن نام "ایلیا" ترک کر کے اسے بیت المقدس یا القدس کے نام سے موسوم کیا گیا. مسجد اقصیٰ اور گنبد کی شاندار تعمیر خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کرائی. سارے اسلامی دورِ حکومت میں عیسائیوں اور یہودیوں کو یروشلم میں آنے کی مکمل آزادی حاصل رہی.

شروع ہی سے مسجدِ اقصیٰ علم و ادب کا گہوارہ بن گئی. کئی صحابیوں نے وہاں رہائش اختیار کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا انہوں نے وہاں ہی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے. الغزالی بھی وہیں رہے اور وہاں ہی انہوں نے اپنے خطبات تحریر کئے.

۱۰۹۹ء میں (بعد میں ۱۹۶۷ء کی طرح) یروشلم پر صلیبیوں کے المناک قبضے کا سانحہ ہوا. انہوں نے ظلم و ستم اور وحشیانہ پن کی انتہا کر دی. یہ انسانی تاریخ کا تاریک ترین باب تھا. انہوں نے ساری مسلمان آبادی کا قتلِ عام کرتے سے فتح کا جشن منایا بچے ہوئے مسلمانوں کو ایک گھر میں جمع کر کے انہیں آگ لگا دی، ۹۰ سال بعد ۱۱۸۹ء میں صلاح الدین کے بیٹے الفضل نے مسجد اقصیٰ کے جنوب مغربی خالی علاقے میں مسجد مغربیہ تعمیر کی اور باقی متصل زمین شمالی افریقہ سے آنے والے سکالروں اور زیارت کے لئے آنے والوں کے لئے وقف کر دی. حضورؐ کے معراج کے سفر کا آغاز بھی یہاں سے ہوا تھا. عثمانی خلفاء کے دور میں بھی مسلمان اس شہر کی طرف متوجہ رہے، ان کے دور میں یہودیوں پر یروشلم اور فلسطین میں زمین خریدنے پر پابندی لگا دی گئی تھی لیکن انہیں باقی ساری عثمانی سلطنت میں زمین خریدنے کی اجازت تھی. سلطان سلیمان نے شہر کے گرد فصیل بنوائی اور حرم شریف کے علاقے کو بہتر بنانے کے لئے اقدام کئے.

جب حضرت عمرؓ نے عیسائی بڑے پادری سے شہر کی چابیاں لی تھیں. تو عیسائی پادری نے ان سے درخواست کی تھی کہ یہودیوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا جائے. یہ درخواست حضرت عمرؓ نے منظور کر لی تھی. بہت عرصے کے بعد مسلمانوں نے یہودیوں کو شہر میں داخلے کی اجازت دے دی تھی، لیکن ان کے اکٹھے ہو کر عبادت کرنے پر پابندی بر قرار رہی.

۱۲۶۷ء میں مملوک سلطان قطبی نے انہیں ایک سناگوگ (عبادت گاہ) میں عبادت کی اجازت دے دی. حالانکہ ایک جج نے اس کے خلاف فیصلہ دیا تھا.

۱۸۳۱ء میں یہاں مصری انتظامیہ نے پہلی بار ایک برطانوی کونسلیٹ کھولنے کی اجازت دی. جس نے یہاں رہنے والے یہودیوں کی حفاظت کا ذمہ اٹھا لیا اس اثناء میں یہودیوں کو حرم کی مغربی دیوار کے ایک حصے پر فرداً فرداً جانے کی اجازت دی گئی. ان کے جانے کا راستہ ۱۱ فٹ چوڑا تھا اور اس کا کل رقبہ ۱۲۹ مکعب فٹ تھا. ۱۸۳۹ء میں ایک برطانوی

یہودی نے اس چھوٹے سے راستے کو پختہ کرنے کی ایک عیارانہ پیش کش کی جسے وقف کی جائیداد ہونے کی وجہ سے سختی سے رد کر دیا گیا۔

۱۹۱۱ء میں یہاں یہودیوں نے کرسیاں اور دوسری چیزیں لانے کی کوشش کی۔ وقف کی انتظامیہ نے انہیں سختی سے منع کر دیا اور کہا کہ یہاں کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مسلمانوں کے خدشات رفع کرنے کے لئے ۱۹۲۲ء میں برطانوی حکومت نے یہ اعلان کیا۔ کہ ہر مقدس مقام عمارت، یادگار اور عبادت کی موجودہ روایت اور عقیدے کے مطابق حفاظت کی جائے گی اور اس حکم کا اطلاق تینوں مذاہب کے پیروکاروں پر مساوی طور پر ہوگا۔

صیہونیوں نے برطانوی حکومت کے ان احکام کو معطل کرانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ انہوں نے حرم کی مغربی دیوار کے اردگرد زمینیں خرید لیں اور حرم کے وقف کے مسلمان حکام کو رشوتیں دینے کی ناکام کوششیں کیں۔ یہودی رہنما ہرزل نے اس وقت وعدہ کیا کہ جب یہودی برسر اقتدار آئیں گے۔ تو دوسرے مذاہب کے تمام آثار تباہ کر دیں گے۔ یہودیوں نے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کارروائیوں میں اضافہ کر دیا۔ اور ۱۹۲۹ء میں ان کے ایک گروہ نے احکام کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے پرانے شہر میں مارچ کیا۔ سرِ عام عبادت کی اور براق دیوار پر صیہونی جھنڈا لہرا دیا۔

عربوں اور یہودیوں میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ حکومت برطانیہ نے ایک بین الاقوامی کمیشن مقرر کیا۔ جس نے مسلمانوں اور یہودیوں کے دعووں کی سماعت کی۔ اس نے حالات کو "جوں کے توں" رکھنے کا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ کہ مغربی دیوار مسلمانوں کی بلا شرکتِ غیرے وقف جائیداد اور حرم شریف کا حصہ ہے۔ دیوار کے سامنے یہودیوں کو آنے جانے کے لئے دیا ہوا راستہ بھی قانونی طور پر تشکیل شدہ مسلمان مذہبی فونڈیشن کا حصہ ہے۔ اس کے باوجود یہودیوں نے القدس کی جگہ پر ٹیمپل بنانے کے منصوبے کی تکمیل کی کوششیں جاری رکھیں۔

۱۵ رمئی ۱۹۴۸ء کو یہودیوں کی فوجی خفیہ تنظیم نے القدس پر قبضہ کرنے کی کوششیں کیں۔ لیکن اسے مقامی مجاہدین اور اُردن کی فوج نے ناکام بنا دیا۔ اسرائیل کے پہلے صدر وائزمین نے کہا۔ "اسرائیل بغیر یروشلم کے بے معنیٰ ہیں"۔ ۷ رجون ۱۹۶۷ء کو اسرائیل کی فوج نے قریباً بغیر کسی مزاحمت کے یروشلم پر قبضہ کر لیا۔ اُردن کی حکومت نے اپنے بیس سالہ دور اقتدار میں یروشلم کی دفاع کو نظر انداز کئے رکھا تھا اور دفاع کا کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ صیہونیوں نے ۱۹۴۸ء کی طرح ۱۹۶۷ء میں بھی حرم شریف پر گولہ باری کی اور راکٹ پھینکے۔ لیکن ۱۹۶۷ء میں قبضہ کرنے کے بعد جو کچھ یہودیوں نے کیا۔ وہ ہر مسلمان کے دل اور ضمیر کو جھنجھوڑنے اور بے تاب کرنے کا باعث بنا۔"

یروشلم پر قبضہ کرنے کے بعد اسرائیلی فوج نے دیرینہ منصوبہ بندی کے تحت اُسے یہودیت کا مرکز بنانے کا کام شروع کر دیا۔ ۱۱ جون ۱۹۶۷ء کو وقف جائیداد کے ۱۳۵ گھروں کو تین گھنٹے کے نوٹس کے بعد بلڈوزروں سے مسمار کر دیا۔ ان میں مشہور براق مسجد ایک دوسری مسجد اور کئی تاریخی عمارتیں شامل تھیں خوف و ہراس پھیلا کر زیادہ سے زیادہ عربوں کو ہمیشہ کے لئے وہاں سے نکال دیا گیا۔ ۲۷ رجون ۱۹۶۷ء کو عرب یروشلم کو اسرائیل کے ساتھ ملحق کر لیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے احتجاج کو مسترد کر دیا۔

"جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ۴ اور ۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء کی قراردادوں کو بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھا، سیکورٹی کونسل کی جولائی ۱۹۶۷ء، ۲۱ رمئی ۱۹۶۸ء اور ۳ رجولائی ۱۹۶۹ء کی متفقہ طور پر منظور شدہ الحاق کی مذمت کی قراردادوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔

اگست ۱۹۶۷ء کو حرم شریف کے اردگرد کی باقی عمارتیں بھی مسمار کر دیں سُپریم مسلم کونسل یروشلم کا احتجاج

مسترد کرتے ہوئے چند دنوں میں ۱۴۰۰ سالہ اسلامی تاریخی عمارتیں اور یادگاریں بلڈوزر چلا کر مسمار کر دیں اور ساتھ ہی ہیکل سلیمانی کے آثار ڈھونڈنے کے بہانے مسجد اقصیٰ کے نیچے کھدائی شروع کر دی اس سے نزدیکی عمارتوں میں شگاف پڑنے لازمی تھے. ان شگافوں کا بہانہ بنا کر "مکینوں کی جان بچانے" کے نام پر ان کو بھی گرانا شروع کر دیا.

۱۹۷۲ء میں یورپی ملکوں کے اس بنا پر احتجاج پر کہ یروشلم کی تاریخی خوب صورتی کو خراب کر کے بدنما عمارات کھڑی کی جا رہی ہیں. مسماری کا کام کچھ سست ہو گیا. تو کمانڈر بی نے یہ اعلان کیا." شہر کے کنٹریکٹرو! وہ یہودی اور بلڈوزر (جو دیوار گریہ کے ارد گرد نظر آنے والی ہر عمارت کو گرانے کے لئے بھیجے گئے تھے) کہاں ہیں؟ مسلمانوں کے علاقے کی سب عمارتیں گرا کر ان کے مکینوں کو نکل جانے کے مارچنگ آرڈر دے دو اور اس میں کوئی شرم محسوس نہ کرو." اس کے ساتھ ہی عربوں کی ہزاروں ایکڑ زمین ضبط کر کے عرب یروشلم کے گرد و نواح میں ۹ لاکھ یہودیوں کی رہائش کے لئے نئی آبادیاں تعمیر کی جا رہی ہیں. دنیا خاموشی سے یروشلم اور عربوں کی تباہی کا منظر دیکھ رہی ہے.

مسجد اقصیٰ سخت خطرے میں ہے

اسرائیلیوں نے فوج کی مدد سے زبردستی باب پیغمبر (پرافٹ گیٹ) کی چابیاں چھین کر یہودیوں کے لئے مسجد کے اندر جانے کا راستہ کھول دیا. ۱۵ ار اگست ۱۹۶۷ء کو اسرائیلی فوج کا چیف ربی گھوڑے پر سوار اپنے ہمراہ یہودیوں کو لے کر مسجد کے علاقے میں گیا اور مسجد کے اندر عبادت کی. مذہبی امور کے وزیر نے اعلان کیا کہ مسجد اقصیٰ یہودی پراپرٹی ہے اور وہاں جلد ہی یا بعد میں جیوش ٹمپل اس کی اصلی جگہ فوراً تعمیر کیا جانا چاہیئے. جب اس سے سوال کیا گیا. کہ مسجد اقصیٰ کا کیا بنے گا؟ تو اس نے کہا کہ کسے معلوم ہے؟ شاید ایک بھونچال آ جائے.

یروشلم اور مغربی کنارے پر یہودیوں کی آبادکاری بدستور جاری ہے. مغربی کنارے کے فلسطینیوں پر اسرائیلی جبر و استبداد روز افزوں ہے. عرب راہنما اپنی ذاتی مصلحتوں اور مفاد اور عرب ممالک اپنے علاقائی مفاد کے زیر اثر منقار زیر پر ہیں. عرب دنیا گیارہویں صدی کا نقشہ بنی ہوئی ہے. جب عربوں میں نفاق کی وجہ سے اسلامی سلطنت کمزور ہو چکی تھی. اور صلیبیوں نے یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا. آخر ۹۰ سال بعد صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کو شکست فاش دے کر یروشلم کو آزاد کرایا تھا.

فلسطین پر یہودی قبضہ دراصل صلیبی جنگوں کا دوسرا باب ہے: جب دسمبر ۱۹۱۷ء میں برطانوی فوجوں نے عثمانی فوجوں کو شکست دے کر یروشلم پر قبضہ کیا تھا. تو برٹش کمانڈر جنرل ایلن بی (ALLEN BY) نے یروشلم کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا تھا." آج صلیبی جنگوں کے خاتمے کا دن ہے!"

اور اسی طرح اس کے فرانسیسی حلیف جنرل گورینو نے ۱۹۲۰ء میں دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد صلاح الدین ایوبی کی قبر پر پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا تھا.

"صلاح الدین! ہم واپس آ گئے ہیں."

تحریر
عطاء الرحمان

جنیوا معاہدہ۔ نئی روسی چال یا پسپائی

مسئلہ افغانستان پر سوویت راہنما جناب گوربچوف نے ایک اور فیصلہ کن بیان دیا ہے اور واضح تر الفاظ میں یہ تأثر دیا ہے کہ وہ اس چھوٹے ہمسایہ ملک سے اپنی قابض فوجیں ہر حالت میں نکالنے اور ان کی راہ میں ہر رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تازہ ترین اعلان انہوں نے افغانستان میں کے جی بی کے مسلط کردہ اپنے حلیف ڈاکٹر نجیب کو تاشقند طلب کر کے ان کے ساتھ گفتگو کے فوراً بعد ایک مشترکہ اعلامیئے کی صورت میں کیا ہے اس اعلان کے ذریعے جناب گوربچوف نے اپنے ۸ فروری والے بیان سے جس میں انہوں نے اپنی افواج کے انخلاء کے لئے پاکستانی نظام الاوقات یعنی ۹ ماہ کا عرصہ اور امریکی شرط یعنی پہلے تین ماہ میں نصف کے قریب افواج کے اخراج کو تسلیم کیا تھا ایک قدم آگے بڑھ کر پاکستان اور امریکہ کی بعد کی عائد کردہ شرائط یعنی افغانستان میں سب طبقات کے لئے ایک قابل قبول حکومت کے قیام اور مجاہدین اور کابل انتظامیہ کو بالترتیب امریکی اور سوویت اسلحہ کی رسد یا اس کے انقطاع کے بارے میں پاکستان پالیسی اختیار کرنے پر اتفاق کے مثبت اشارے دیتے ہیں۔

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے جن کی ذات کو جنیوا سمجھوتہ پر اتفاق کی راہ میں بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ غیر سرکاری ذرائع سے سوویت پالیسی میں نئی تبدیلی کی اطلاع پاتے ہی معاہدے پر اپنی حکومت کی جانب سے دستخطوں پر پہلی دفعہ آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ سوویت یونین جیسی سپر طاقت کے لئے افغانستان کے محاذ پر اس قدر حقیقت پسندی یا مسلسل سفارتی پسپائیاں عالمی تناظر میں افغانستان اور اس سے ملحق علاقے میں کس نوعیت کے جغرافیائی اور سیاسی حقائق کی غمازی کر رہی ہیں؟ کیا یہ سب کچھ سوویت یونین کی حریف سپر طاقت امریکہ کے دباؤ کا نتیجہ ہے؟ یا حکومت پاکستان کی نہایت کامیاب سفارت کاری ہے کہ سب سے بڑی سوویت جنگی مشینری کو ناکارہ اور کمیونسٹ مدبرین کی تمام تر چالوں کو بے اثر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگرچہ پہلے دو عناصر نے افغان جنگ آزادی کو نتیجہ خیز موڑ پر لانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آزادی اور حرمت وطن کی خاطر لڑ مرنے والے افغان عوام اگر ہمسایہ سپر طاقت کی توسیع پسندی کی اس قدر مزاحمت نہ کرتے تو امریکی اسلحہ اور پاکستان کی زبردست اخلاقی حمایت بہت زیادہ مددگار عوامل ثابت نہ ہوتے، ڈاکٹر نجیب کی قومی مصالحت کی پالیسی، سوویت حکومت کی اپنے حواریوں کے غلبے کی لازمی شرط کے ساتھ پاکستان دوست افغان عناصر کی کابل انتظامیہ میں شرکت کی خفیہ پیش کش اور بالآخر نو ماہ کے اندر فوجیں واپس بلانے کے پاکستانی مطالبے کو تسلیم کر لینے کے عوض نجیب حکومت کو تسلیم کرا لینے کی چال اور اس کے لئے بین الاقوامی دباؤ، یہ سب تدابیر صرف اس لئے کارگر ثابت نہ ہو سکیں کہ افغانستان میں صرف چند ہزار کمیونسٹوں کے سوا کوئی ایسا باقی نہیں رہا۔ جو کسی سطح پر سوویت حمایت کا دم بھر سکے۔

یہ افغانستان کے اندرونی حقائق ہیں۔ جن کی بنا پر آج سوویت یونین

اس بات پر راضی ہوگیا ہے کہ معاہدۂ جنیوا کی چار دستاویزات کے ساتھ ایک پانچویں دستاویز بھی تیار کی جائے اور جناب کارڈوویز ذاتی حیثیت سے وہاں عبوری حکومت کے قیام کی کوشش کریں. جو پاکستان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ جناب زین نورانی کے بقول چھ ماہ کے اندر بار آور ہو جائیں گی.

اس سے بھی بڑھ کر اہم امر کابل انتظامیہ اور مجاہدین کو سوویت اور امریکی اسلحے کی فراہمی کے مسئلے پر اصولی سمجھوتے کا طے پا جانا ہے. اب سوویت یونین نے عملاً یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ افغان جنگ میں کابل انتظامیہ کی حیثیت محض ایک گروہ کی ہے. جس کے افراد صرف اس وجہ سے برسر اقتدار ہیں کہ قابض سوویت افواج ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں اسے اب سوویت نگاہ میں بھی ایسی جائز حکومت کا مرتبہ ہرگز حاصل نہیں ہے جس کے مخالفین کو کوئی دوسرا ملک اسلحہ بہم پہنچا کر مسلمہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہو.

گوربا چوف نجیب مشترکہ اعلامیہ میں نظریاتی سطح پر افغانستان میں ایک اور پسپائی کا اعتراف بھی کیا گیا ہے. اپریل ۱۹۷۸ء میں چند فوجی افسروں کی مدد سے سردار داؤد کی حکومت کا تختہ اُلٹانے اور افغان سوشلسٹوں کے برسر اقتدار آ جانے کے عمل کو انقلاب کا نام دیا گیا تھا. اس "انقلاب ثور" کا اولین مقصد محنت کشوں کی حکومت کی رہنمائی میں غیر طبقاتی معاشرہ قائم کرنا تھا (ملاحظہ ہو ترہ کی حکومت کا حکم نمبر ۱، ۲، ۸ اور ترہ کی کا نشریہ مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۷۹ء) بعد میں جب اندازہ ہوا کہ کمیونزم کا مسئلہ ملک افغانستان میں قطعی نہیں چل سکے گا تو اس تبدیلی کو قومی جمہوری انقلاب کا نام دیا گیا. یعنی ایک ایسا نظم مملکت جس میں پیداوار کے صرف بنیادی ذرائع پر حکومت کا کنٹرول ہو. اور حکومت کی زمام کار سوشلسٹوں اور بائیں بازو کے رجحانات رکھنے والے جمہوری عناصر کے ملے جلے ہاتھوں میں ہو. ملک کا سرکاری نام بھی عوامی جمہوریہ افغانستان سے بدل کر جمہوریہ افغانستان رکھ دیا گیا قطع نظر اس سے کہ افغانستان کے معروضی حالات میں قومی جمہوری انقلاب کے تقاضے پورے ہو سکتے تھے یا نہیں اس کا ڈھنڈورا بہت پیٹا گیا. پھر جب سوویت قبضے کے نتیجے میں وطن چھوڑ کر مہاجر ہو جانے والے لوگوں کو واپس آ جانے کی اپیل کی گئی تو انہیں بار بار یہ پیشکش کی جاتی تھی کہ اگر وہ سوویت نواز حکومت کی مخالفت ترک کر دیں گے. تو ان سے چھینی گئی تمام زمینیں واپس کر دی جائیں گی. گویا کابل انتظامیہ اپنا اقتدار تسلیم کرانے کے عوض اپنے انقلابی مقاصد سے روگردانی کے لئے ہر وقت تیار تھی (واضح رہے کہ افغانستان میں پیداوار کے بنیادی ذریعے کی حیثیت صرف زمین کو حاصل ہے، صنعتیں وہاں برائے نام ہی ہیں) اب جو مزید ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے. تو گورباچوف اعلامیے میں کھل کر یہ بات کہی گئی ہے کہ افغانستان میں ایسی مخلوط حکومت قائم کی جائے گی جس میں افغان معاشرے کی نمائندگی کرنے والے تمام عناصر بشمول ان لوگوں کے جو باہمی متحارب نہیں شامل ہوں گے. گویا آئندہ حکومت ان کی اپنی اصطلاحات میں حامیانِ انقلاب اور دشمنانِ انقلاب دونوں طبقوں پر مشتمل ہوگی. یہ قومی جمہوری انقلاب کے تصور پر پہلی کاری ضرب ہے. آگے چل کر اعلامیے میں مزید کہا گیا ہے. کہ افغان نظم مملکت کا ڈھانچہ سیاسی میدان میں کثیر الجماعتی اور اقتصادی لحاظ سے کئی ایک شعبہ جات کی کارگزاری پر مشتمل ہوگا. گویا جمہوری انقلاب کے اعلیٰ اقتصادی میدان میں ایک (سرکاری) شعبے کا غلبہ ختم ہو جائے گا. ایسا نظم سیاست و معیشت کمیونسٹوں کی اپنی اصطلاح میں قومی بورژوائی حکومت کہلاتا ہے. نظری لحاظ سے یہ انقلاب اور انقلابی مقاصد سے بہت بڑی روگردانی ہے. جس کا اعلان کرنے پر دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل کو مجبور ہونا پڑا ہے. لیکن ان سب کے باوجود جس انداز میں اب بھی جنیوا معاہدہ پر دستخط ہوئے. اس میں کافی ابہام پایا

جاتا ہے۔ کابل انتظامیہ اور مجاہدین کو اسلحہ کی فراہمی روکی نہیں جارہی بلکہ اس کے دروازے کھلے رکھے گئے ہیں۔ گویا سوویت افواج واپس چلی جائیں گی۔ لیکن خانہ جنگی ایک افغان فریق کی دوسرے پر آخری فتح تک ختم نہ ہوگی۔

سوویت یونین اور امریکہ دونوں نے جس طرح اپنے اپنے حامیوں کے پاس اسلحہ کے انبار لگا دیتے ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خانہ جنگی پہلے سے زیادہ شدت اور خونریزی کے ساتھ ہوگی۔

عبوری حکومت کے مسئلے پر بھی عملاً اس کے قیام کے طریقِ کار پر کوئی مفاہمت نہیں ہوئی۔ سمجھوتے پر دستخط ہو جانے کے بعد جناب کارڈویز اس کے قیام کی کوششیں شروع کر دیں گے۔ اس کام میں کہا گیا ہے۔ کہ انہیں سوویت یونین کی حمایت حاصل ہوگی۔ یہ ایک ایسی یقین دہانی ہے۔ جس سے کسی وقت بھی آسانی کے ساتھ منہ موڑا جا سکتا ہے۔

لہٰذا بہادر افغانوں کے سب سے مخلص اور آزادی کی راہ میں ان کے انتہائی مددگار دوست پاکستان کو پہلے کی مانند آئندہ قدم بھی نہایت پھونک پھونک کر رکھنے ہوں گے سوویت یونین کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو آسانی کے ساتھ یہ بات سامنے آئیگی۔ کہ اس ملک وسیع و عریض کو اگر کبھی شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تو اس نے غنیم کو بڑی ہنرمندی کے ساتھ یہ تأثر دے کر کہ ثانی الذکر کامیابی حاصل کر رہا ہے اپنے گھیرے میں لے لیا ہے اور پھر بُری طرح مار دی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ہٹلر کی افواج کے ساتھ روس کے اندر بظاہر فاتحانہ انداز میں داخل ہوجانے کے بعد جو کچھ ہوا تھا۔ وہ اس روایتی سوویت چال کی نہایت واضح مثال ہے۔

سوویت یونین اس وقت افغانستان کے علاوہ اندرونی لحاظ سے جس اقتصادی مشکلات اور پیچیدگیوں سے دوچار ہے۔ اِن کے پیشِ نظر قدرے اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ مجاہدین افغانستان باہمی اتفاق و اتحاد اور حکومتِ پاکستان سفارتی میدان میں اپنی آٹھ سالہ اصول پسندی و پامردی کا دامن نہیں چھوڑتے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ کامیابیوں کو ان کے منطقی نتائج تک نہ پہنچایا جائے۔

سوویت یونین نے تخفیفِ اسلحہ کے مسئلہ پر امریکہ کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے۔ اس سے پہلے گورباچوف نے مارچ ۱۹۸۵ء (جب انہوں نے اقتدار سنبھالا تھا) سے لے کر اکتوبر ۱۹۸۷ء تک مسلسل پونے دو سال امریکیوں کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنا انتہائی مہلک سٹار وار پروگرام ترک کر دیں تاکہ سوویت یونین کو بھی اس میدان میں کودنا نہ پڑے۔ امریکن اس پر متفق نہ ہوئے۔ تو جناب گورباچوف نے تخفیفِ اسلحہ پر کسی نوعیت کا بھی معاہدہ نہ کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن چونکہ امریکی بھانپ چکے تھے کہ اپنی پیداواری سُست رفتاری کے نتیجے میں جنم لینے والی اقتصادی مشکلات کی بنا پر گورباچوف کو سوویت یونین معاہدہ کرنے پر مجبور ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ پہلی اور دوسری ریگن گورباچوف کانفرنسیں اِسی بنا پر ناکام ہوگئیں لیکن بالآخر یہ اندازہ دُرست ثابت ہوا۔ کہ تخفیفِ اسلحہ سوویت یونین کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ لہٰذا سٹار وار پروگرام کا خاتمہ کرائے بغیر بھی وہ اس پر راضی ہو جائے گا۔ چنانچہ گورباچوف کو اپنی یہ شرط واپس لینی پڑی۔ اب وہ مئی کے آخر میں اے بی ایم میزائل میں بھی پچاس فیصد تخفیف کا معاہدہ کرنے والے ہیں اور امکان ہے کہ سٹار وار پروگرام اس کی راہ میں بھی رکاوٹ ثابت نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر پاکستان اور افغان مجاہدین نے سمجھوتے کے بعد بھی اپنی حتمی منزل کو سامنے رکھا۔ اور پہلے کی مانند کسی سوویت چکمے میں نہیں آئے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ نہ صرف سوویت افواج ملک افغانستان کو خالی کر جائیں بلکہ وہاں پر مسلط سوویت قوت کی مدد سے کے جی بی کی مسلط کردہ نام نہاد حکومت کا بھی خاتمہ ہو جائے اور بہادر افغان عوام کو اپنے ملک پر اقتدار حاصل ہو جائے۔

مومن کی اصل ذمہ داری اور جہاد افغانستان

قرآن مجید اور حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں دینِ اسلام کو دنیا میں قائم کرنا ہر مومن کی اصل ذمہ داری ہے۔ لیکن عام طور پر غالباً اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے۔ کہ روئے زمین پر اسلامی نظامِ حیات کو بالفعل قائم اور نافذ کرنے کو ہمارا فرض قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط فہمی ہے اور اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر بعض ضعیف العقیدہ مسلمان اسلام کے مقدس اصولوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں اسلام کو بالفعل قائم کرنا ناممکنات میں سے ایک ہے۔

عقل حیران ہے کہ جس قوم نے دنیا کو تہذیب و تمدن کا سبق پڑھایا وہ قوم آج کیوں غیر مہذب اور غیر متمدن ہے۔ جس قوم نے اپنے مقدس دین کے ذریعہ دنیا کو امن و خوشحالی سے سیراب کیا، وہ آج کیوں بے چین و خوار ہے؟۔ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس ملت نے اپنی سب سے بڑی ذمہ داری سے بے خبری اور اپنے فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی برتی ہے۔

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں

حقیقت میں ہم پر تو جو چیز فرض ہے اور جس کی ہم سے اللہ کے یہاں پرسش ہوگی۔ وہ دین کو بالفعل قائم کر دینا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو قائم کر دینے کی اپنی پوری طاقت سے جدوجہد کرنا ہے۔ جس نے یہ کر لیا وہ اپنے فرض کو پورا کر گیا۔ اگرچہ ایک شخص نے بھی اس کی بات نہ مانی ہو اور ایک ذرّہ زمین پر بھی وہ دینِ حق کو قائم نہ کر پایا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جتنا وہ اٹھا سکتا ہے۔ (لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا) یعنی اس نے کسی پر کوئی ایسی ذمہ داری ڈالی ہی نہیں ہے۔ جو اس کی فطری صلاحیتوں اور قوتوں سے زیادہ ہو۔ مثلاً اس نے ہم سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ ہم اس کا تقویٰ اختیار کریں۔ مگر اس کا یہ مطالبہ واقعی ہماری سکت سے بڑھ کر نہیں ہے بلکہ اس حد تک ہے کہ ہماری خلقی استطاعت کے بس میں ہے۔

مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرنے اور ان کا زور توڑ ڈالنے کے لئے تیار رہیں۔ مگر اس کے لئے ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا ہے کہ جس طرح بھی ہو۔ دشمنوں کی قوت جنگ کے برابر قوت لازماً فراہم کریں۔ بلکہ صرف یہ کہا گیا ہے۔ اور اتنا ہی ان پر واجب کیا گیا ہے کہ

أعدوا لهم ما استطعتم من قوة۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اتنی قوت تیار رکھو جتنی کہ کر سکتے ہو۔ غرض دینِ اسلام کا یہ ایک مسلّم اصول ہے کہ ہر فرد کو اللہ کے دربارِ عدل میں صرف اس حد تک جواب دہی کرنی پڑیگی۔ جس حد تک کہ اسے جدوجہد کی طاقت میسّر ہے اگر ایک شخص کے پاس زیادہ بہتر قوت اور وسائل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اپنے مقدور بھر قیامِ دین کی کوشش میں نہیں لاتا تو لازماً ادائے فرض میں کوتاہی دکھانے کا مجرم قرار پائے گا۔

اس لئے مومن کی اصل ذمہ داری صرف یہ ہے کہ جیسی کچھ اسے طاقت حاصل ہو اور جس طرح کے حالات میں وہ ہو انہیں کے مطابق اپنی کوششیں انجام دیتا رہے پھر جیسے جیسے ان حالات میں تغیر ہوتا اور اس کی اپنی قوت کار میں فرق آتا جائے اپنی جدوجہد کا دائرہ بھی اسی کی مناسبت سے تنگ و وسیع کرتا رہے۔ جس شخص کو جس وقت جتنی قوت میسّر ہو اس وقت اتنی ہی جدوجہد اس کے لئے ضروری ہے نہ اس سے زیادہ کا وہ مکلف ہے اور نہ اس سے کم میں اس کی خیر ہے۔

زمین پر مکمل طور پر اللہ کے دین کو بالفعل قائم اور نافذ کر دینا ایک آخری

غایت و مقصد ہے۔ جہاں تک پہنچنے کی مسلسل کوشش مسلمانوں کی منصبی ذمہ داری ہے اور جہاں تک پہنچ جانا ہر مسلمان کی لازماً ایک محبوب آرزو و تمنا ہوتی چاہیئے۔

اِن حقائق کی روشنی میں اب ہم ذیل میں جہادِ افغانستان کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

افغانستان میں اس وقت جو جنگ ہو رہی ہے در اصل یہ حق و باطل کی جنگ ہے۔ اس میں دو نظریات باہم بر سرِ پیکار ہیں۔ ایک طرف اسلام کا نظریہ ہے اور دوسری طرف کفر و باطل کا۔ افغان مجاہدین نے نظریہ اسلام کی خاطر جہاد کا آغاز کیا، جو کسی طاقت سے شکست کھانے والا نظریہ نہیں۔ افغان مجاہدین نے رسولِ اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ رضؓ کے کارناموں سے متاثر ہو کر جہاد شروع کیا۔ جنہوں نے سب سے پہلے راہِ جہاد میں تلوار اُٹھائی تھی۔ اور اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے تلوار اُٹھانا اللہ کا فیصلہ ہی تو ہے۔ جب دنیا کی ایک ظالم و جابر اور سپر طاقت نے افغانستان کو تسخیر کرنا بچوں کا کھیل سمجھا اور افغانوں کے ایمان اور ضمیر کی آزادی چھیننے لگا اور ظلم و زیادتی کے پہاڑ توڑے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ اِن حالات میں افغانوں نے اپنی نجات کا واحد ذریعہ جہاد کو جانا اور بے سر و سامانی کے عالم میں تربیت یافتہ اور ہر طرح کے آلاتِ حرب سے لیس فوج کے مدِ مقابل جہاد کا آغاز کیا۔

شروع شروع میں ہر کوئی افغانوں کے اس فیصلے کو ایک بڑی حماقت سمجھا تھا اور بظاہر بھی ایسا ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ تو اپنے آپ کو جان بوجھ کر موت کے منہ میں ڈالنا ہے۔ لیکن پھر دیکھتی آنکھوں نے دیکھا کہ ایمانی جذبے و حوصلے کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں ٹھہر سکتی اگر مسلمان جہاد کے لئے کمر بستہ ہو جائے تو پھر اُنہیں زیر کرنا کسی سپر طاقت کے بس کا روگ نہیں۔

جہادِ افغانستان سے نہ صرف یہ کہ "سپر طاقت" کی اصطلاح غلط ثابت ہوئی بلکہ بہت سے دوسرے کمزور ممالک اور قوموں کو جو دوسروں کے غلام اور محکوم ہیں، اُن کو سر اُٹھانے اور بیدار ہونے کا درس ملا۔

افغان مجاہدین نے اپنے مال، اولاد اور جانوں کا نذرانہ صرف اس لئے پیش کیا کہ وہ اپنے ملک کا اسلامی تشخص برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور کسی غیر دینی اور جابر فوج کے آگے جھکنا افغانوں کے مادۂ تخلیق کا حصہ نہیں۔ یہ سب کچھ ایک عظیم مقصد کے لئے ہے تاکہ اللہ تعالےٰ کا دین تمام ادیان پر غالب رہے اور اسلام کا نظریۂ حیات زندہ و پائندہ رہے اور مسلمان پیدائشی حق آزادی کی نعمت سے سرفراز ہو کر اللہ کی زمین پر صحابہ کرام رضؓ کے جانشین ہو جائیں۔

آج روس افغانستان میں ظلم و بربریت کی ایسی مثالیں قائم کر رہا ہے کہ ہلاکو خان اور چنگیز خان کی تاریخ میں بھی ایسے واقعات بہت کم ملیں گے۔ لیکن ان تمام مصائب و آلام کے باوجود افغان ملت کے قدم ڈگمگانے والے نہیں ان کے عزائم و حوصلے بلند ہیں۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

افغانستان کی موجودہ حالات کے پیشِ نظر پاکستانی اور ایرانی مسلمان پر خصوصاً اور دیگر مسلمانوں پر عموماً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ افغان مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں۔ نوجوان مجاہدین کے ساتھ جہاد میں شانہ بشانہ حصہ لیں، صاحب ثروت حضرات مجاہدین و مہاجرین کی خوراک اور ادویات وغیرہ کی ضروریات پوری کریں اور اس طرح ہر مسلمان اپنے اپنے شعبے میں مجاہدین کی مدد و تعاون کریں۔ کیونکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور اسی میں ہماری نجات ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کفر و باطل کی تمام قوتیں اسلام کے خلاف استعمال ہو رہی ہیں اور مسلمان جگہ جگہ پستی و خواری کا شکار ہیں۔ لیکن عالمِ اسلام میں ہر طرف بے اتفاقی اور افراتفری کا دور دورہ ہے عالمِ اسلام کے لئے جہادِ افغانستان ایک پکار اور للکار ہے کہ اے مسلمانو! بیدار و متحد ہو جاؤ اور آپس کی رنجشیں ختم کرو اور اسلام کی سربلندی کے لئے ایک ہو جاؤ

اداریہ

افغانستان میں عنقریب اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی

یہ حقیقت ساری دنیا تسلیم کر چکی ہے۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ افغانوں نے کبھی بھی کسی غاصب جارح اور خارجی طاقت کی آمریت کو قبول نہیں کیا ہے اور نہ ہی افغانستان پر کسی جارح کو جارحیت چلانے کا موقع دیا ہے۔

ویسے تو ہوس ملک گیری کے نشے میں ڈوبے ہوئے بعض عاقبت نا اندیشوں نے فاتحانہ انداز میں حملہ آور ہو کر افغانستان پر مسلح تجاوز کے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن بعد میں انہیں یہاں اپنا قدم جمانے کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے اور آخر کار مجبور ہو کر افغانستان کی شہید پرور سرزمین سے بوریا بستر سمیٹ کر ایسے بھاگے کہ پیچھے دیکھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی اور یہ اس لئے کہ افغان قوم فطرتی آزاد، مسلمان اور بہادر قوم ہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے جھک جانا نہیں جانتی۔ وہ تو اپنے خون میں نہلا سکتی ہے، اپنے مال اور اولاد تک کی قربانی تو دے سکتی ہے۔ لیکن اپنے دین، آزادی اور اسلامی سرزمین کے خلاف دشمن کے ارادوں کو برداشت نہیں کر سکتی ہماری قوم مصائب و آلام سے آشنا ہے، وہ اپنے دین و وطن کی آزادی کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہے۔ لیکن اس کے دیس میں غیروں کی حاکمیت و آمریت حاشا و کلا، ہرگز ممکن نہیں

افغان صدیوں سے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اسلام کے بغیر انہیں کوئی اور ازم یا نظام حکومت سے کوئی دلچسپی نہیں۔

روسی افواج کے بارے میں ابھی تک یہ مشہور تھا کہ وہ جہاں بھی گئے پیچھے نہیں ہٹے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افغانوں نے آج اس ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ اور یہ کہ بقول ان کے افغانستان جیسے چھوٹے، پسماندہ اور غریب ملک کے نہتے عوام ایک سپر طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن افغان مجاہدین نے عملاً ثابت کر دیا کہ انسانی طاقت سپر نہیں ہو سکتی اور نہ ہی جنگی ساز و سامان چھوٹے ممالک کے عوام پر حکومت چلانے اور انہیں اپنے حقوق سے محروم کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ طاقت صرف اللہ کے پاس ہے اور وہی سپر طاقت ہے

فضل سبحان پشاور یونیورسٹی

افغانستان میں رُوس کے آخری پتے

تاریخ دان لکھ رہا ہے اور افغان ملت قربانیوں اور عزیمتوں کا ایک لازوال داستان رقم کر رہی ہے. ملتِ اسلامیہ کے چھپے ہوئے چنگاری کو بھڑکتے آگ کے شعلوں میں تبدیل کر دیا اور اُن کے قربانیوں سے اسلامی انقلاب کی منزل قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے. مگر دوسری جانب کفار اور خصوصاً سپر پاورز اپنے منصوبوں میں مصروف ہیں اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے آئے دن نت نئے مسائل پیدا کر رہے ہیں.

حال ہی میں امریکہ کے نکسن نے روس کے لئے ایک پیغام میں کہا تھا کہ " ہمارے اور روس کے تمام مسائل یکساں ہیں. ہمیں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے بعینہ روس کو بھی ان ہی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے. اور امریکہ کو جن خطرات سے واسطہ ہے اسی طرح کے خطرات روس کو بھی درپیش ہوا ہے اور اُن خطروں میں سب سے بڑا احیائے اسلام کی تحریکیں ہیں. لہذا امریکہ اور روس دونوں کو اس خطرے کے مقابلے میں ایک متحدہ اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے."

پس ہمیں خوش فہمی میں کسی بھی کافر ملک کے بارے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے. خواہ وہ امریکہ ہو یا برطانیہ، بھارت ہو یا اسرائیل کیونکہ " الکفر ملت واحدۃ"

۱۲ لاکھ شہدا کا نذرانہ دے کر اب کچھ لوگ ظاہر شاہ یا کسی دوسرے شاہ کی باتیں کرتا ہے. سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب قربانیاں اس کے لئے دیئے گئے تھیں ہرگز نہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو پھر روس آخری دم تک اپنے چالوں سے باز نہیں آئے گا اور اپنے تمام پتے ایک ایک کر کے آزمائیگا.

نجیب حکومت کو دوام:

روس نے افغانستان پر حملہ کر کے جو سیاسی اور معاشی نقصانات اٹھائے ان کا صلہ وصول کئے بغیر کیسے افغانستان چھوڑ سکتا ہے. پس روس کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوگی کہ وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی بھی ذریعے سے افغانستان پر اپنا تسلط برقرار رکھ سکیں اور اُسے یہ مقصد تب حاصل ہو سکتا ہے. جب تک افغانستان پر ڈاکٹر نجیب یا ڈاکٹر نجیب جیسا دوسرا کوئی حکمران ہو. اس مقصد کے لئے روس اپنے نمک خوار بھارت کو استعمال کرے گا اور شاید کر رہا ہے بھارت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی کا پاکستان کے صدر کو مسئلہ افغانستان پر مذاکرات کی دعوت اسی سلسلے کی پہلی کڑی ہے.

اور ایک اندازے کے مطابق بھارت نے نجیب حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے چار بٹالین سکھ فوج افغانستان بھیج دیا ہے. بھارت کے افواج کا افغانستان کے سرزمین پر بھیجنے کے تین بڑے وجوہات ہیں.

(ل) بھارت اور روس کا متفقہ خواہش ہی ہے کہ افغانستان پر اسلام کے شیدائیوں کی حکومت قائم نہ ہو سکے کیونکہ وہ افغانستان میں اسلامی ریاست سارے ایشیاء کے لئے خطرے کے باعث سمجھتے ہیں ۔

(ب) دوسری وجہ یہ ہے کہ بھارت اپنے آپ کو علاقے کا سپر پاور ثابت کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے اور چھوٹا سپر پاور بننے کا خواب دیکھ رہا ہے اور سپر پاور کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقے سے باہر دوسرے ممالک کے معاملات میں دخل اندازی شروع کریں اور دوسرے ممالک کی پالیسیوں میں عمل دخل رکھے۔

سری لنکا پر حملہ اور اس کو زبردستی فوجی معاہدے پر مجبور کرنا اُس کے ان عزائم کی عکاسی کرتی ہے اور افغانستان میں چار بٹالین سکھ دستوں کی تعیناتی کے پس پشت دوسرے وجوہ کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے ۔

(ج) تیسری وجہ یہ ہے کہ بھارت روس کی نمک خواری کا حق ادا کرنے کی سعی کر رہا ہے ۔ گذشتہ دنوں پاکستان کی سرحدات پر بھارتی فوج کا اجتماع بھی روس کی شہ پر تھا۔ اس کے علاوہ افغانستان کے مجاہدین کے ہاتھوں زندہ آنے والا بھارتی پائلٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ افغانستان میں پہلے ہی سے بھارتی افواج روسی افواج کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہیں ۔ لہٰذا روس کے افواج کے نکل جانے سے کمی بھارتی افواج کے ذریعے پوری کی جائیگی ۔

جنوبی افغانستان میں کمیونسٹ ریاست کا قیام

روس تمام تر کوششوں کے باوجود بھی اگر ڈاکٹر نجیب کی حکومت سارے افغانستان پر برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے ۔ تو پھر اُن کی کوشش ہوگی کہ وہ علاقہ جہاں پہلے سے علیحدگی پسندی کے تھوڑے بہت جراثیم پائے جاتے ہیں وہاں ازبک ، تاجک اور ترکمان قبائل پر مشتمل ریاست قائم کرے ۔ جس کا صدر مقام مزار شریف تجویز کیا جا چکا ہے ۔ روس ان علاقوں پر مشتمل ایک ریاست قائم کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ افغانستان میں موجود کمیونسٹوں کو تحفظ فراہم کیا جا سکے اور ناکامی کی صورت میں افغان کمیونسٹوں کو روس اور دوسرے کمیونسٹ ممالک میں بسایا جا سکے ۔ جس کے لئے خصوصی دعوت اور اجازت نامے پہلے سے جاری کئے جا چکے ہیں ۔

فارسی اور پشتون ریاستیں

ان دونوں منصوبوں میں ناکامی کی صورت میں روس کی کوشش یہ ہوگی کہ وہ افغانستان کو زبان کی بنیاد پر دو کمزور ریاستوں میں تقسیم کرے اور اگر روس کو یقین ہو گیا کہ مندرجہ بالا دونوں منصوبے ناکامی کا شکار ہو گئے تو پھر اس تیسرے اور آخری منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے روس کو مزید چند سال ٹھہرنا ہوگا ۔ جس میں اس کے لئے ہوم ورک کریں اور پھر مضبوط اور سائنسی بنیادوں پر استوار پروپیگنڈے کے زور سے افغانستان کو فارسی بولنے والوں اور پشتو بولنے والوں میں تقسیم کرے ۔ جس طرح شمالی یمن ، جنوبی یمن ، شمالی کوریا جنوبی کوریا مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی ، مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو تقسیم کیا جا چکا ہے ۔ اور یہ روس کا آخری پتہ ہوگا ۔ کہ وہ افغان ملت کے خلاف استعمال کرے گا ۔

لیکن اگر افغان ملت میں اتحاد و یگانگت برقرار رہی اور روس کے چالوں سے ہوشیار رہے ۔ تو پھر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ افغانستان کے عوام اتنے بے بصیرت نہیں ۔ ان کا سیاسی سوچ بوجھ پختہ ہو چکا ہے ۔ اُسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ۔ وہ خطرات کو پہلے سے محسوس کر لیتے ہیں اور اُن کے عزائم آسمانوں سے اونچے اور پہاڑوں سے زیادہ سنگین ہیں ۔ لہٰذا دنیا کی کوئی قوت نہ اُسے شکست دے سکتی ہے اور نہ اُسے دھوکہ دے سکتی ہے ۔ (انشاء اللہ)

افغان ○ مجاہدین اور ○ جذبۂ جہاد

صاحبزادہ سلیم الرحمٰن

اس عنوان کے دو الفاظ ہیں ایک جذبہ دوسرا جہاد، عنوان کے لحاظ سے اس کی عمق تک جانے سے پہلے ان الفاظ کی اگر تشریح ہو جائے تو قارئین کی قوتِ ادراک کو مہمیز کا کام دے گی.

جذبہ وہ قوت ہے جو اللہ تعالے کسی انسان کو مشکلات پر قابو پانے کے لئے دیتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان ایسے کارنامے انجام دیتا ہے کہ جریدۂ عالم پر اس کا نام ثبت ہو جاتا ہے. یہ جذبہ عشقِ الٰہی کا بھی ہو سکتا ہے مہمان نوازی، تدریس، سخاوت اور غریب پروری کا بھی. لیکن اللہ تعالے کے نزدیک جو جذبہ زیادہ پسندیدہ ہے وہ جذبۂ جہاد ہے. یہاں تک کہ اللہ تعالے ان لوگوں کے متعلق قرآنِ پاک میں وعدہ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں جان دے دیتے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور میں ان کو باقاعدہ رزق دیتا ہوں". ایسا وعدہ سوائے شہدائے جہاد کے اور کسی کے متعلق نہیں آیا ہے. اب اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے جہاد کی اہمیت کا.

دوسرا لفظ جہاد ہے جو جہد کا اسم فاعل ہے. جہد کا مفہوم کوشش ہے اور جہاد کوشش کرنے کو کہتے ہیں. کوشش سے اگر آخری "ش" ہٹایا جائے تو "کوش" رہ جاتا ہے. جس کا مطلب ہے پانا یا حاصل کرنا. اس مفہوم کے لئے عربی زبان میں سعی کا لفظ استعمال ہوتا ہے. اور بغیر سعی یا کوشش کے انسان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا. جیسے حکم خداوندی ہے کہ:

لیسَ لِلانسانِ الا ما سعیٰ ط

یہ جہاد اُس جہاد کو کہتے ہیں جو اللہ کے لئے ہو، اس کے راستے میں انسان اپنی قوتیں صرف کرے. اس کی کئی قسمیں ہیں مثلاً قلمی جہاد، زبانی جہاد، مالی جہاد اور جانی جہاد. سب سے افضل جہاد جانی ہے. یعنی اپنی جان کو اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے دین کے لئے قربان کرنا. اور یہی وہ لوگ ہیں جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں. جن کو ہم نہیں سمجھتے. ایسے جہاد میں کبھی ہاتھ کٹتا ہے تو کبھی پاؤں کبھی آنکھ ضائع ہوتی ہے، تو کبھی دانت لیکن مجاہد ہاتھ پاؤں اور آنکھ یا دانت کے ضیاع سے اپنے جذبہ کو سرد نہیں ہونے دیتا بلکہ اُس وقت تک اپنے جسم کے تمام اعضاء یکے بعد دیگرے اللہ کی راہ میں دیتا چلا جاتا ہے. جب تک جامِ شہادت نوش نہیں کرتا. کیونکہ اس کے دل میں عشقِ الٰہی کا جذبہ ہوتا ہے. اس لئے ایک شاعر فرماتا ہے. ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

اور جامِ شہادت نوش کر کے وہ فلاح پاتا ہے. ایسی فلاح خوش قسمت لوگوں کا نصیب ہوتا ہے اس سلسلے میں اللہ تبارک و تعالے قرآن پاک کے سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۵ میں فرماتا ہے

یا ایُّھا الَّذِینَ آمَنُو اتقوا اللہ وَابتَغُو اِلَیہِ الوَسیلَۃَ وَجاھِدوا فِی سَبِیلِہٖ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ ہ

اس مقام کو پانے کے لئے محنت

کام اور جذبۂ دوام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی نے عشقِ مجازی میں اس جذبہ سے کام لیا تو خدا اُس کا صلہ دنیا میں دے ہی دیتا ہے۔ مثلاً ؎

ہر کس بہ کار مرتبۂ ارجمند یافت
فرہاد کوہ کند و مقامِ بلند یافت

فرہاد کا عشق صرف شیریں تک محدود تھا اور اس کے لئے وہ جوئے شیر لانے کے لئے جان دیتا ہے۔ تو وہ جذبہ آج تک بطورِ مثال پیش کرتے ہیں۔ لوگ اور تاریخ عالم میں یہ قصہ زندہ و تابندہ ہے۔ اور وہ لوگ جن کا محبوب اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہو اگر ان کی رضا کے لئے جان دیں تو پھر "بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا" اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

جذبۂ جہاد میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ مجھ سے بیوی اور اولاد پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مال و دولت اور جائیداد رہ جاتا ہے یا کوئی اور ایسی چیز جو بہت مرغوب ہو۔ رسولِ خدا ﷺ کے زمانے میں ایسے واقعات اوراقِ تاریخ میں مرقوم ہیں کہ صحابی کا نکاح ہوتا ہے اور ابھی وہ اپنی منکوحہ کو ایک نظر تک نہیں دیکھتا اور باہر ہی سے اعلانِ جہاد سن کر مجاہدین کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور اُسی جنگ میں وہ شہید ہوتا ہے دُولہا اپنی دلہن کو دیکھے بغیر شہید ہو جاتا ہے اور دُلہن اپنے شوہر کو دیکھے بغیر بیوہ ہو جاتی ہے۔

آج اگر دنیا میں ایک ارب مسلمان بستے ہیں۔ تو وہ ایسے جذبوں اور ایسے لوگوں کی برکت ہے۔ خدا نہ کرے اگر یہ جذبہ مفقود ہوا تو جس تیزی سے اسلام پھیلا تھا اُس تیزی سے مٹ بھی سکتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور فکر کی دعوت قرآنِ پاک سے واضح ہے۔

دنیا میں منکرینِ اسلام اور اعدائے مذہب اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ مذہب اسلام کو مٹائیں اور مسلمانوں کو نیست و نابود کریں ایسا کرنے کے لئے وہ بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقے استعمال کرتے ہیں۔ فلسطین کے مسلمانوں پر یہودی براہِ راست مظالم ڈھا رہے ہیں، عراق اور ایران کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ افغانستان میں دونوں طریقے استعمال کر رہے ہیں۔ کیونکہ روسی افواج خود بھی مسلمانوں کے قتلِ عام میں مصروف ہیں اور افغانستان کے مسلمانوں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بنائے ہوئے ہیں۔ اور عرصہ آٹھ سال سے مسلمانوں پر لاتعداد مظالم کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں افغانستان کے وہ مسلمان جو روسی اور روسیوں کے دوستوں کے ساتھ کمر باندھے ہوئے ہیں اس دنیا میں تو محسوس نہیں کرتے۔ لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ اپنے کئے پر پشیمان ہونگے لیکن اُس وقت کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔

ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جب روز حشر کو حساب کتاب ہو جائے گا اور اپنے اعمال کی وجہ سے لوگ جنت اور دوزخ میں چلے جائیں گے تو دوزخ والوں میں سے کچھ افراد اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے کہ ہمیں کیوں دوزخ میں ڈالا گیا ہے۔ ہمیں اپنا جرم بتایا جائے

• حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مجاہد کا نفل روزہ اس کو دوزخ سے تیز گھوڑے کی رفتار سے سو سال کی مسافت کے بقدر دور کر دیتا ہے اور اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق ہوگی۔ جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کا جرم یاد دلائے گا۔ اور وہ لاجواب ہو جائیں گے اس کے بعد وہ اپنے جرم کے متعلق سوچنا شروع کریں گے کہ انہوں نے وہ جرم کیوں اور کیسے کیا تھا۔ تو اُن کو یاد آ جائے گا۔ کہ وہ جرم تو انہوں نے فلاں فلاں دوستوں کی وجہ سے جو بدعمل تھے اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے اور اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے کیا تھا۔ اس کے بعد وہ روئیں گے چیخیں گے اور کہیں گے کہ کاش دنیا میں فلاں میرا دوست نہ ہوتا۔

اور قرآن پاک میں اس سلسلے میں ایک آیت اس قسم کی ہے جس سے اس واقعے کی تصدیق اور توثیق ہوتی ہے۔

یَا وَیْلَتیٰ لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ہ

ترجمہ: کاش دنیا میں فلاں شخص میرا دوست نہ ہوتا۔

یہ اس لئے کہے گا کہ صرف اس کی دوستی اور صحبت سے وہ دوزخ میں معتوب اور معذوب ہے۔

بالکل اسی طرح ڈاکٹر نجیب اور اس کے ساتھی جو صرف روس کی دوستی کی وجہ سے بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرتے ہیں اور اس قسم کے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو بعد میں وہ اس پر نادم ہوں گے

دوسری طرف وہ مہاجرین اور مجاہدین جنہوں نے روسیوں اور ان کے حامیوں کے خلاف جہاد کا جذبہ اپنایا ہے اپنے گھروں کو چھوڑا ہے آسمان کی نیلی چھت تلے پہاڑوں اور صحراؤں میں سرد و گرم موسموں میں اپنا خون بہا رہے ہیں۔ تو ایک بار پھر انہوں نے غزوۂ بدر، حُنین اور تبوک کی یاد تازہ کر دی ہے اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے
اقبالؔ

ایک بڑی طاقت سے ٹکر لینا اور دنیا پر یہ ثابت کرنا کہ اسلام میں بات حق و باطل کی ہوتی ہے۔ چھوٹے بڑے کی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس بات کی ہوتی ہے کہ اگر ظالم مسلح ہو اور مظلوم غیر مسلح، تو مظلوم خاموش بیٹھ کر اپنے انجام پر رونا شروع کرے

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

افغانستان کے سپوتوں نے یہی چیز ثابت کر دی کہ روسیوں کی اکثریت جدید اسلحہ اور جنگی وسائل ان کو افغانستان کی مقدس سرزمین جس کے سینے سے افغانیوں نے پانی پیا نباتات کھائے، پھل کھائے اور اُسی سرزمین نے اِن ہی افغانیوں کو اپنے سینے پر کھلایا، پیار کیا اور اپنی گود میں رکھا۔

افغانستان کی سرزمین کو یہ معلوم تھا کہ مجھ پر منحوس اور پلید قدم رکھے جائیں گے۔ اور یہی میرے بیٹے مجھ پر تنگ کریں گے اور مجھے دوبارہ آزاد کرائینگے۔ افغانستان کی سرزمین کا یہ خیال درست نکلا اور آج لاکھوں مجاہدین جذبۂ جہاد سے سرشار ہیں ہزاروں نے جامِ شہادت نوش کیا ہے۔ اپنے خون سے مادرِ وطن کی مانگ کو سجایا۔ اور ہزاروں آج بھی لڑ رہے ہیں۔

ساری دنیا یہ یک زبان مجاہدین کو زیورِ خراجِ تحسین سے آراستہ کرتے ہیں اور بلا تامل یہ کہتے ہیں کہ مجاہدین افغانستان نے ایسی مثال قائم کی کہ رہتی دنیا تک کوئی بھی اس کا ریکارڈ توڑ نہیں سکے گا۔

یہ سب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا کے ۱۲۳ ممالک مجاہدین کی حمایت کرتے ہیں اور وہی روس جو ایک وقت اپنے کئے پر فخر محسوس کرتا تھا آج نادم و شرمسار ہے۔

یہ مجاہدین کا جذبۂ جہاد ہے اور عشقِ الٰہی ہے۔ جس کی وجہ سے پوری دنیا اِن کی طرف جھک گئی ہے۔

خدا کرے یہ جذبہ اور عشق، پوری دنیا کے مسلمانوں میں ہر وقت زندہ و تابندہ رہے۔ آمین تاکہ افغانستان اور فلسطین کے مسلمان سب کے سب آزاد و خود مختار اسلامی حکومت میں سانس لے سکیں۔

مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے روسی فوجی وکٹر گریگوری کا انٹرویو

تلخیص و ترجمہ: سلطان صدیقی

وکٹر گریگوری دیچ بائیس ۲۲ سالہ روسی فوجی افغانستان کے صوبہ پروان کے علاقے جبل السراج کے روسی فوجی کیمپ میں طیارہ شکن گن چلانے پر تعینات تھا اور اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ نہ تو دشمن کی طرف سے کوئی فضائی حملہ ہوتا ہے اور نہ ہی بھولے سے کوئی دشمن طیارہ اس طرف آنکلتا ہے، جس کے خلاف اُسے اپنا گن چلانے کا موقع ملے۔

نوجوان روسی فوجی جو اِن دنوں وادی پنجشیر کے علاقے میں مجاہدین کی قید میں اپنی زندگی کے دِن گزار رہے ہیں کو میٹرک میں اپنے کلاس فیلوز سمیت جبری طور پر فوج میں شامل کر لیا گیا۔ وکٹر کا باپ گریگوری اپنے قصبے میں ایک سیلزمین ہے اور اس کا چھوٹا بھائی سکول میں زیر تعلیم ہے۔ ۱۹۸۴ء میں اُسے جبری بھرتی کے بعد مختصر مدت کی فوجی تربیت کے بعد دوسرے نوجوانوں سمیت افغانستان کے میدانِ جنگ میں جھونک دیا گیا۔ اُسے دوسرے رنگروٹوں سمیت ۲۲ مارچ ۱۹۸۴ء کو بذریعہ طیارہ افغانستان کے دارالحکومت کابل پہنچا دیا گیا، جہاں اُسے فضائی دفاع کے لئے مخصوص راکٹ بٹالین کے رجمنٹ نمبر ۱۷۷ میں شامل کر لیا گیا۔ کابل کے شمال میں واقع صوبہ پروان کے علاقے جبل السراج میں قلعہ سرخ کے مقام پر قائم روسی فوجی کیمپ میں اُسے تعینات کر دیا گیا۔

وہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں افغانستان کے اندر کوئی غیر ملکی فوجی سوائے خود روسیوں کے نظر نہیں آیا۔ حالانکہ جب ہمیں افغانستان بھیجا جا رہا تھا۔ تو اس وقت ہمیں بتایا گیا تھا کہ افغانستان کے "انقلاب ثور" کو ناکام بنانے کے لئے پاکستان چین، امریکہ اور عرب ممالک کی فوجیں افغانستان میں مداخلت کر رہی ہیں اور ہم نے وہاں جا کر بین المللی فرائض انجام دیتے ہوئے "حملہ آوروں" کے خلاف افغان انقلاب کا دفاع کرنا ہے

اُس نے کہا کہ مجھے غیر ملکی طیارے دیکھنے اور ان کی پرواز کا نظارہ کرنے کا بہت شوق ہے۔ مگر ابھی تک مجھے ایسا موقع نہیں ملا۔

جبل السراج میں اُسے بتایا گیا تھا کہ "غیر ملکی حملہ آور" فوجیوں کا مستقر جنگی اہمیت کی حامل اہم وادی پنجشیر میں ہے۔ اور وہ اپنے افسروں کی باتوں کو جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ بلکہ اسے ان کی باتوں پر ایمان کی حد تک یقین تھا۔ جبل السراج میں ایک ماہ گزارنے کے بعد اُس کے یونٹ کو وادی پنجشیر منتقل ہونے کے احکامات ملے۔ جہاں "غیر ملکی حملہ آور فوجوں" کی جانب سے کسی بھی قسم کی فائرنگ کا سختی اور شدت سے جواب دینا تھا مگر وکٹر کے مطابق چار ماہ کے عرصے میں جب وہ روسی دستوں کے ساتھ وہاں مقیم تھا۔ کسی بھی جانب سے ایک بھی فائر نہیں ہوا۔ اُسے اور اُس کے ساتھ دوسرے فوجیوں کو اس بات پر انتہائی حیرت اور تعجب ہو رہا تھا کہ کہیں بھی انہیں مقامی آبادی کے ساتھ گھلنے ملنے نہیں دیا گیا۔ عام آبادی تو بڑی بات افغان فوجیوں کے ساتھ بھی مل بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔

گریگوری کہہ رہا تھا کہ اس نے مجاہدین کے خلاف کسی بھی لڑائی میں حصہ نہیں لیا کیونکہ اُسے فضائی حملوں

سے دفاع کرنی تھی اور یہاں تو فضائی حملہ ایک طرف مخالف "فوج" کے طیاروں کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ یہی باتیں سوچتے ہوئے مجھے احساس ہوتا تھا کہ ہمیں اپنے افسروں کی طرف سے ابھی تک جو کچھ بتایا جاتا رہا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔

افغان مجاہدین کو سلام:

آہ! افغانستان آٹھ سال سے جل رہا ہے۔ میرے تڑپتے جذبات اور میری پُرخلوص دعائیں افغان مجاہدین کے لیے ہیں۔ اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے لگاکر سُرخ سامراج کے خلاف لڑنے والے جوان، بوڑھے اور بچے کس قدر عظیم ہیں!

اے میرے مجاہد بھائیو! خدا تمہارے ساتھ ہے۔

(سعیدہ اکبر۔ رٹھ، آزاد کشمیر)

انہوں نے بتایا کہ افغان مسئلہ کے بارے میں اصل صورتِ حال سے روسی عوام کو بے خبر رکھا جاتا ہے اور میڈیا کے ذریعے یہ بتایا جاتا ہے کہ روسی فوجیں افغانستان کی سرحدوں پر سامراجی فوجوں کے حملے روک رہی ہیں جو مقامی "بسماچیوں" (مجاہدین) کی حمایت کر رہے ہیں۔

اپنی گرفتاری سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ پنجشیر منتقلی کے چار ماہ بعد ایک روز وہ اپنی گاڑی سے پٹرول چوری کرکے ایک مقامی دوکاندار کو فروخت کر رہا تھا کہ مجاہدین کے ایک دو رکنی چھاپہ مار گروپ نے آکر اُسے گرفتار کر لیا۔ ان کا تعلق کمانڈر احمد شاہ مسعود کے گروپ سے تھا۔ اُس نے بتایا کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ مجاہدین مجھے کہاں لے جا رہے ہیں تاہم ان کا سلوک برادرانہ اور ہمدردانہ تھا۔ جس پر مجھے خوشی اور یہ اُمید بھی تھی کہ یہ لوگ میرے ساتھ تعاون کریں گے۔

پنجشیر میں اپنے مرکز میں مجاہدین نے اُسے روایتی افغان کپڑے، جوتے اور ٹوپی دی جن کے پہننے سے اُس کے روسی فوجی کی حیثیت سے پہچان مشکل ہو گئی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ زبان کی وجہ سے اس کے لئے پہلا اور بڑا مسئلہ مقامی مجاہدین کو اپنے تاثرات اور ضروریات سے آگاہ کرنا تھا۔ مجھے فارسی نہیں آتی تھی اور مجاہدین روسی سے نابلد تھے۔ یہ مسئلہ ایک افغان ڈرائیور نے حل کر دیا۔ جو کابل میں ایک روسی ٹرانسپورٹ کمپنی کے ساتھ ماضی میں ایک عرصے تک کام کر چکے تھے اور ان سے کافی حد تک روسی زبان سیکھ چکے تھے۔ چنانچہ اس نے میری بڑی مدد کی مجاہدین نے مجھے ریڈیو سیٹ فراہم کیا اور کہا کہ تم روسی زبان کی نشریات سنتے رہو۔

مجاہدین کے ساتھ کافی عرصہ رہنے اور ان کے کردار و اخلاق سے متاثر ہونے کے بعد اُس نے اسلام قبول کیا اور اس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا۔ اُس کے مطابق یہ اسلام ہی کی قوت ہے کہ مجاہدین ایک سپر طاقت کے خلاف لڑنے کے جذبہ سے سرشار ہیں اور ان کی راہ میں کھڑے ہوئے ہیں۔

عبدالرحیم گریگوری ان دنوں پنجشیر میں مجاہدین کے ایک مرکز میں قائم شفاخانہ میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں انہوں نے رفتہ رفتہ ایک مجاہد مولوی سے قرآن اور دیگر اسلامی کتب پڑھے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ مجاہدین کی مدد کرتے ہوئے وہ بہت خوش ہیں۔ اُس نے بتایا کہ وہ شفاخانہ میں افغان ڈاکٹروں کا تعاون کرتے ہیں۔ نسخے لکھتے ہیں اور مریضوں کو ادویات دیتے ہیں۔

جب اُس سے روسی فوجوں کی حکمتِ عملی وغیرہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ چونکہ انٹی ایئرکرافٹ گن چلانے پر تعینات تھا اس لئے اُسے دیگر چیزوں کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ کیمیاوی ہتھیاروں سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے فیصلے کے مطابق کیمیاوی اور زہریلی ہتھیاروں کا استعمال ممنوع ہے۔ لیکن سوویت فوج افغانستان میں اس کا کھلے عام استعمال کر رہے ہیں۔ پراودا نے ۱۱ جون ۱۹۸۳ء کو ایک رپورٹ شائع کی تھی۔ جس میں پنجشیر کے علاقے میں زہریلی گیس استعمال کرنے کی خبر دی گئی تھی۔

اُس نے بتایا کہ روسی فوجیوں کو زبردستی افغانستان بھیجا جاتا ہے۔ لیکن

وہاں کوئی شخص حکومت کے احکامات کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور حکم ماننے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حکومت کے کسی حکم کو ماننے سے انکار کرتا ہے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے اور اس پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے اور ان کی حمایت کر رہا ہے۔ اسے جیلوں میں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں اور اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے اور تحقیقات ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص فوجی خدمات سے انکار کرتا ہے تو اُسے جیل لے جا کر پوچھا جاتا ہے کہ وہ روس کا شہری ہوتے ہوئے اپنے ملک کے دفاع کی خاطر فوجی خدمات کی انجام دہی سے انکار کیوں کر رہا ہے؟ کیا وہ خود کو روس کا شہری نہیں سمجھتا اور اس کا دفاع نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ایسا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ غیروں کا ایجنٹ اور جاسوس ہے چنانچہ یہ کہہ کر اُسے سزا دی جاتی ہے

گریگوری بتا رہا تھا کہ ہم روس کے اندر جس نظام کے تحت رہ رہے ہیں۔ اگر اُسے اندرونی پاسپورٹ اور ویزے کا نظام کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی کو بھی اس ایک ہی ملک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جائیگا تو اُسے باقاعدہ اپنے اس سفر کا مقصد بتا کر ویزا لینا پڑے گا۔ تب کہیں جا سکے گا۔ اُس نے بتایا کہ اس نظام کے خلاف کوئی تحریک بھی نہیں چلا سکتا نہ ہی شہروں اور قصبوں سے نکل کر افغانوں کی طرح پہاڑوں میں جا کر حکومت کے خلاف اٹھ سکتا ہے کیونکہ ہر جگہ پولیس موجود ہوتی ہے اور کے جی بی کے جاسوس ہوتے ہیں

تین سال سے زیادہ عرصے سے مجاہدین کی قید میں رہنے والے وکٹر گریگوری سے جب روس واپس جانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ روس واپس جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ایک تو وہ اسلام قبول کر چکا ہے اور اب مسلمان ہے دوسرے وہ ایک قیدی ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں آزادی کی جنگ لڑنے والے مجاہدین کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور اگر مجاہدین، افغانستان آزاد کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو میں ہمیشہ کے لئے آزاد افغانستان میں رہنا پسند کروں گا۔

ادھر اے۔ ایم۔ آر۔ سی (A.M.R.C) کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک اور روسی فوجی اُنیس 19 سالہ یالو ویشٹ الیگزنڈر پیری یو ویچ ایک سال تک افغانستان کے ایک روسی گریژن میں وائرلیس آپریٹر کے فرائض انجام دینے کے بعد لوگر صوبے میں روسی کیمپ سے فرار ہو کر مجاہدین سے آملا ہے۔ ازبکستان کے علاقہ تاشقند سے تعلق رکھنے والے اس روسی فوجی نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ فوج میں جبری بھرتی کے بعد اُسے آرمز مینوفیکچرنگ انسٹی ٹیوٹ تاشقند میں فوجی تربیت دی گئی۔ تربیت کے بعد جب اُسے کابل بھیجا جا رہا تھا۔ تو اس کی والدہ نے اسے ہدایت کی کہ مجاہدین سے مت لڑنا بلکہ ان کی مدد کرنا۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۷ء کو مجاہدین نے ان کے گریژن پر حملہ کر دیا اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔ مجاہدین کے اس محاصرے کے خلاف روسی گریژن کے کمانڈر نے الیگزنڈر کو وائرلیس کے ذریعے دوسرے گریژن کو کمک بھیجنے کے لئے پیغام دینے کا حکم دیا۔ لیکن اُس نے وائرلیس مشین خود خراب کر لی تھی۔ چنانچہ اپنے کمانڈر کو اُس نے بتایا کہ وائرلیس مشین خراب ہے اور اُس کے ذریعے کوئی پیغام نہیں بھیجا جا سکتا اس کوتاہی پر بعد میں اُسے دوسرے گریژن میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور جب اُسے وہاں بھیجا جا رہا تھا تو راستے میں دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں جس سے فوجی دستے میں افراتفری پھیل گئی اور اُسے فرار ہونے میں کامیابی ہوئی اُس نے بتایا کہ وہ دو روز تک لوگر کے صحرا میں گزارنے کے بعد ایک جگہ اتحاد اسلامی کے مجاہدین کے پاس پہنچ گیا۔ جنہوں نے اُسے بعد میں پکتیا صوبے کے علاقے ژاژی میں اپنے مرکز منتقل کر دیا۔ جہاں اب وہ مجاہدین کے ساتھ زندگی کے باقی دن کاٹ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضؓ

عرب مملکت کے قیام میں جن چار سب سے بڑے ستونوں سے کام لیا گیا ان کے اسمائے مبارک حضرت خالد بن ولید رضؓ، حضرت عمرو رضؓ بن عاص، حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ان چاروں میں سے خالد بن ولید رضؓ اور عمرو بن عاص رضؓ نے سب سے زیادہ اور تقریباً برابر ملک فتح کئے عراق اور جزیرہ کی فتوحات کا سہرا حضرت خالد بن ولید رضؓ کے سر بندھتا ہے۔ مصر اور طرابلس حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے فتح کئے تھے۔ ملک شام میں جس قدر جنگیں لڑی گئی تھیں۔ ان میں دونوں شریک رہے تھے جیسے حضرت خالد بن ولید رضؓ نے اپنی زندگی میں ہر جنگ میں فتح پائی تھی۔ اسی طرح حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے بھی زندگی بھر کسی جنگ میں ناکامی کا منہ نہ دیکھا تھا اور ہر جنگ میں فتحیاب رہے تھے،

حضرت نبی کریمؐ کو جنگی معاملات میں حضرت عمرو بن عاص رضؓ پر بڑا اعتماد تھا اور حضرت نبی کریمؐ نے آپ رضؓ کو کئی جنگوں میں امیر مقرر فرمایا تھا۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے آپ رضؓ کو فلسطین کی فتح کے لئے نامزد فرمایا تھا اور خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضؓ کے دورِ خلافت میں آپ رضؓ نے مصر فتح کر کے ایک غیر فانی کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضؓ کو امور جنگ میں مہارت تھی۔ آپ رضؓ بڑے بہادر، جری، اور جنگ کے شیدا بھی تھے۔ آپ رضؓ نے نہایت قلیل تعداد لشکر سے بڑی بڑی فوجوں کو شکست فاش دی تھی۔ جنگِ اجنادین میں آپ رضؓ نے صرف دس ہزار مسلمان مجاہدوں سے اسی ہزار رومیوں کو شکست فاش دی تھی۔ مصر اور طرابلس کی فتح کا کارنامہ آپ رضؓ نے صرف پندرہ ہزار سپاہیوں سے سرانجام دیا تھا۔ ہیلو پولیس جنگ میں آپ رضؓ نے بیس ہزار رومیوں میں سے صرف تین سو کو جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع دیا تھا جبکہ اسکندریہ کی حفاظت پر کم از کم پچاس ہزار رومی فوج مامور تھی۔ آپ رضؓ کا یہ کارنامہ بھی تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف میں ثبت ہے کہ آپ رضؓ نے محض چند ہزار فوج لے کر طرابلس پر اسلامی پرچم نصب کر دیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضؓ کے حق میں کئی بشارتیں دی ہیں۔ جو آپ رضؓ کے جلیل القدر صحابی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضؓ کا تعلق قبیلہ بن سہم سے تھا۔ آپ رضؓ واقعۂ فیل سے چھ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ رضؓ کے والد عاص اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ علاوہ ازیں بہت بڑے تاجر بھی تھے۔ ان کا مالِ تجارت یمن، حبشہ، شام اور عرب میں فروخت ہوتا تھا۔ دوسرے تاجروں کی طرح عاص ایک ملک کا مال دوسرے ملک میں اور دوسرے ملک کا مال پہلے ملک میں فروخت کرتے تھے اور اس سے بڑا نفع حاصل کرتے تھے انہوں نے اپنے بیٹے عمرو رضؓ کی تعلیم و تربیت مکہ ہی میں کی۔ گو اس زمانہ میں عرب میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کوئی دستور نہ تھا۔ لیکن حضرت عمرو رضؓ نے اپنی جوانی کے ایام میں محض اپنے کاروبار کی خاطر لکھنا سیکھا تھا بڑے ہو کر آپ رضؓ نے اپنے والد کے پیشۂ تجارت ہی کو اپنایا اور تجارتی سفر کے دوران مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے۔ اس میل جول سے آپ رضؓ کے تجربہ اور عقل و دانش میں زبردست اضافہ ہوا تجارت کا پیشہ اختیار کرنے کے باوجود آپ رضؓ نے بچپن ہی سے سپہ گری اور شہسواری کا فن سیکھا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ سپہ گری اور شہسواری میرے باپ دادا کا فن ہے اور میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔

آفتابِ اسلام پوری تابانیوں سے طلوع ہوا تو آپؓ حضورؐ کے مخالفوں کی صف میں کھڑے رہے، مگر فتح مکہ سے ہی آپؓ مدینہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اسے حسنِ اتفاق ہی کہا جائے گا کہ جس روز حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسلام قبول۔ اس روز حضرت عمرو بن عاصؓ بھی مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت محمدؐ کو ان دونوںؓ کے قبول اسلام سے بڑی مسرت ہوئی تھی اور حضورؐ نے ان دونوںؓ کی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے بیشتر لڑائیوں میں دوسرے صحابیوںؓ کی بہ نسبت انہی سے زیادہ کام لیا تھا حضورؐ نبی کریم کے عہد مبارک میں بھی آپؓ نے کئی جنگوں میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

جب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رومیوں پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کیں۔ تو ان ایام میں حضرت عمرو بن عاصؓ عمان میں مقیم تھے۔ جو مدینہ سے دور واقع تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مکتوب میں آپؓ کو لکھا کہ وہ اس فوج کشی کے لئے فوری مطلوب ہیں۔ اس لئے فی الفور واپس آجائیں۔ اس کے جواب میں حضرت عمروؓ نے لکھا:۔

"مجھے اسلام کے ترکش کا ایک تیر سمجھے اور آپؓ تیر چلانے والے ہیں۔ جس پہلو کوئی خطرہ دیکھیں۔ اس طرف بلاتکلف اسی تیر کو چلائیں جو زیادہ سخت اور جگہ میں کھب جانے والا ہو۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو ان ایام میں خاص طور پر اس لئے مدینہ بلایا تھا کہ حضرت عمرو بن عاصؓ صحیح معنوں میں ایک اولوالعزم، ثابت قدم بہادر، عقلمند، مخلص اور اسلام کے سچے عاشق انسان تھے اور یہ وہ صفات تھیں جو بہت کم آدمیوں میں ہوتی ہیں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کا سب سے بڑا کارنامہ مصر کی فتح ہے۔ آپؓ کو یہ کارنامہ سرانجام دینے کا موقع اس طرح ملا تھا کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ جن ایام میں شام تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص نے تنہائی میں ان سے ملاقات کی اور کہا کہ انہیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ مصر ایک نہایت زرخیز ملک ہے۔ اسے فتح کر لیا گیا تو رومیوں کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ اور اسلام کی شان و شوکت میں زبردست اضافہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ کے خیال میں چونکہ مصر دُور دراز کی مسافت پر واقع تھا اس لئے اندیشہ تھا کہ اس ملک پر حملہ کرنے سے مسلمانوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑیگا ان وجوہات کے تحت حضرت عمرؓ نے قدرے پس و پیش سے کام لیا تو عمرو بن عاصؓ نے حتمی کامیابی کا یقین دلایا اس پر حضرت عمرؓ رضامند ہو گئے اور انہوں نے یمن کے چار ہزار سپاہیوں کو جن کا تعلق ایک ہی قبیلہ سے تھا۔ عمرو بن عاصؓ کی کمان میں دے دیا۔ عمرو بن عاصؓ نے اسی وقت سپاہیوں کو کوچ کا حکم دیا اور اپنی منزل کی راہ لی۔

عمرو بن عاصؓ کی روانگی کے بعد بعض مسلمانوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ وہ ملک جہاں کم از کم ایک لاکھ حفاظتی فوج موجود ہے عمرو بن عاصؓ کے مٹھی بھر آدمیوں سے کس طرح فتح ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر ایسا ہوا کہ بہادری کے جوش میں ساری مسلمان فوج ہلاک ہو گئی۔ تو کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سُنا تو حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں درج تھا کہ اگر یہ خط تمہیں مصر کی حدود میں داخل ہونے سے قبل مل جائے۔ تو واپس آجاؤ۔ ورنہ اللہ تعالٰی کی نصرت پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہوئے آگے بڑھ جاؤ۔ قاصد خط لے کر عمرو بن عاصؓ کی فوج میں پہنچا تو فوج مصر کی سرحد کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی۔ عمرو بن عاصؓ نے اپنی فہم و فراست کے تحت اندازہ لگا لیا۔ کہ خلیفہ کے مکتوب کا مضمون کیا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اس روز نہایت خوش اسلوبی سے قاصد کو اپنے قریب آنے اور خط دینے کا موقع ہی نہ دیا، دوسرے روز جب مسلمان فوج مصر کی سرحد میں داخل ہو گئی تو آپؓ نے قاصد کو بلایا اور خط لے کر سارے مسلمانوں کے سامنے کھولا اور پڑھ کر سُنانے کے بعد فرمایا۔ اب چونکہ ہم مصر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں ہمیں آگے بڑھتے رہنا چاہیئے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عریش اور اس کے بعد فرستا، بلبیس اور رام رفین شہر فتح کئے۔ پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور

روس اور امریکہ نے محض ایک طلسم کا جال بچھایا ہے۔ چنانچہ افغان مجاہدین نے سپر طاقت کے اس جادو کی حقیقت سے دنیا کو روشناس کرایا۔

یہ ٹھیک ہے کہ روس مادی اور افرادی قوت دونوں کے لحاظ سے ایک طاقت ہے۔ اس کے ہاں جدید ترین ہتھیار موجود ہیں اور ان کی فوج ماڈرن اسلحوں سے لیس بھی ہے۔ لیکن امداد و نصرت خداوندی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ اور ساتھ ہی ہمت و طاقت ایمانی کامیابی کا راز ہوتا ہے۔ چنانچہ افغانستان کے جیالے مجاہدوں کے دس سالہ جدوجہد نے ثابت کر دکھایا کہ کامیابی و فتح کثرت اسلحہ اور افراد سے نہیں بلکہ کامیابی۔ نصرت الٰہی، عزم راسخ اور قوت ایمانی میں پوشیدہ ہے۔

یہ ایک سنت الٰہی ہے کہ حق والوں کے ایک قلیل ٹولہ۔ باطل کے کثیر تعداد پر غالب آجاتا ہے بشرطیکہ یہ قلیل ٹولہ حق پر ہو۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ تعالیٰ کی رضائے ان کا مقصد ہو۔ بھروسہ صرف اللہ پر ہو اور اسی راہ میں زندگی اور موت دونوں کو اپنے لئے کامیابی سمجھتے ہو۔

مجاہدین افغانستان نے اس حقیقت کی روشنی میں روسی غاصب اور جارح فوج سے نبرد آزما ہو کر انہیں پسپا ہونے اور اس کہنے پر کہ "روس افغانستان میں مداخلت جیسی غلطی اب کبھی نہیں کرے گا" مجبور کر دیا ہے۔

اب جس طرح روسیوں نے افغانستان میں مداخلت کو اپنی بڑی غلطی قرار دیا ہے اور افغانستان سے اپنی فوج نکالنے کا عزم کر دیا ہے اور شاہین صفت افغان مجاہدین اپنے اس عزم میں کہ "جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو۔ ہمارا جہاد جاری رہیگا" سرخرو اور کامیاب نظر آرہے ہیں۔ اسی طرح کابل میں موجودہ کٹھ پتلی انتظامیہ اپنی موت خود بخود مر جائے گا۔ یا مجاہدین کی عدالت میں غداروں کی حیثیت سے ملک و ملت سے اپنی غداری کی سزا پا کر کیفر کردار تک پہنچ جائیں گے۔ اور یا یہ کہ وہ بھی اپنے آقاؤں کی طرح ان کے ساتھ بھاگنے کا راستہ اختیار کر کے ماسکو پہنچ جائیں گے۔ اور افغانستان میں انشاء اللہ اسلام کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔ مجاہدین کی حکومت قرآن وسنت کے مطابق قائم ہوگی اور وہاں کی پاک فضا میں اللہ اکبر کے دشمن شکن نعرے ایک بار پھر گونج اٹھیں گے۔ اور یہ وقت بہت دور نہیں۔ جلد ہی انشاء اللہ جہادی قوتوں کے ہاتھوں افغانستان کا مکمل فتح یقینی ہو جائے گا۔

سات جماعتی اتحاد زور شور سے اتحادی کاموں میں مصروف ہے۔ آئندہ عبوری حکومت کا سربراہ تعین کیا گیا ہے، عبوری حکومت کا چودہ[14] رکنی کابینہ اعلان کیا گیا ہے اور مستقبل قریب میں انشاء اللہ افغانستان کے اندر ہی مجاہدین کی طرف سے عبوری حکومت کا اعلان ہو جائے گا۔ اور ہمارے مہاجرین اپنے پاکستانی انصار بھائیوں سے خدا حافظ کہہ کر افغانستان روانہ ہو جائینگے۔ پاکستانی عوام کی محبت اور خلوص کی انمٹ یادوں کا خوبصورت ترین تحفہ اپنے ساتھ افغانستان

(باقی صفحہ ۴ پر)

سے ہیلو پولس کے مقام پر مقابلہ ہوا جس میں ۲۰ ہزار رومیوں میں سے صرف ۳۰۰ رومی سپاہی زندہ بچ کر بھاگ سکے باقی سارے کے سارے میدانِ جنگ میں قتل ہو گئے۔ اس کے بعد عمرو بن عاصؓ نے قلعہ بابلیون بھی فتح کر لیا۔ پھر مسلمان فوج آگے بڑھی اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسکندریہ پر بھی قابض ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ملک مصر کی فتح کا کام مکمل ہو گیا، حضرت عمروؓ بن عاص نے صرف دو سال میں مصر سا بڑا ملک فتح کر کے ثابت کر دکھایا کہ بہادری، شجاعت، دلیری اور جنگی قیادت میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ رومی مصر سے شکست کھا کر بھاگے تو مغربی افریقہ میں اپنی فوجوں کو اکٹھا کرنے لگے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے آگے بڑھ کر ان کی قوت کو ختم کرنا چاہا تاکہ وہ پھر کبھی مصر نہ لوٹ سکیں۔ چنانچہ آپؓ نے سب سے پہلے برقہ پر حملہ کیا تو برقہ کے باشندوں نے تیرہ ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ طرابلس کی طرف بڑھے اور تین ماہ کی سخت جنگ کے بعد اس پر قابض ہو گئے۔ وہاں سے آپؓ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے اجازت طلب کی۔ تیونس صرف ۹ منزل پر واقع ہے اگر اجازت ہو تو اس پر بھی حملہ کر لیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت نہ دی کہ عمروؓ آگے بڑھ کر تیونس کو فتح کریں۔

اب مصر میں دارالحکومت کے انتخاب کا مرحلہ آیا۔ تو حضرت عمرؓ کی حسبِ منشا اسکندریہ کی بجائے کسی دوسرے مقام کو دارالحکومت بنانے کے لئے جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ اسلامی فوج نے مصر میں ایک جگہ رک کر ڈیرے ڈالے تھے۔ اس کے بعد اسلامی فوج اس جگہ سے اسکندریہ کی طرف روانہ ہونے لگی تو امیر لشکر حضرت عمرو بن عاصؓ کے خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنانے کے بعد انڈے بھی دے رکھے تھے خیمہ اکھاڑتے وقت آپؓ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؓ نے فرمایا کہ خیمہ نہ اکھاڑا جائے۔ کیونکہ اس سے ہمارے مہمان کبوتر کو تکلیف پہنچے گی کبوتر چونکہ آپؓ کے خیمہ میں رہائش پذیر تھا اس لئے آپؓ اسے اپنا مہمان سمجھتے تھے حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسکندریہ سے واپسی پر اسی خیمہ میں قیام کیا، عربی زبان میں فسطاط ڈیرے کو کہا جاتا ہے اس مقام پر چونکہ اسلامی فوج نے ڈیرے ڈالے تھے اس لئے اسے فسطاط کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ اب دارالحکومت کے لئے عمرو بن عاصؓ نے اسی مقام کو منتخب کیا تھا۔ ابتداء میں یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ لیکن بعد میں ہوتے ہوتے ترقی کرتا ہوا بہت بڑا شہر بن گیا۔ اور مدت مدید تک مصر کا دارالحکومت بھی رہا تھا۔ اور تجارت و تہذیب و تمدن کا مرکز بھی آج اس کی عظمتِ رفتہ کی نشانی چند کھنڈر باقی رہ گئے ہیں۔

مصر میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے مفتوح مصری باشندوں سے اتنا اچھا سلوک کیا تھا کہ ان کے حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر لاکھوں مصریوں نے اسلام قبول کر لیا تھا آپؓ اعلیٰ درجے کے مدبر اور منتظم تھے اور بڑے متقی اور پرہیزگار بھی۔ آپؓ شیریں بیان مقرر بھی تھے۔ ادب اور شعر و شاعری سے بھی آپؓ کو بڑی دلچسپی تھی۔ آپؓ کے ان گنت مشہور مقولوں میں سے ایک مقولہ یہ ہے:-

ایک ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جس قدر ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے ۵۱ھ میں تقریباً نوے برس کی عمر میں بمقام مصر وفات پائی تھی۔ آپؓ کی وفات عیدالفطر کے روز ہوئی تھی۔ ساری اسلامی سلطنت میں آپؓ کی موت پر آنسو بہائے گئے۔ خصوصاً مصر کے باشندوں نے آپؓ کی موت کو بری طرح محسوس کیا تھا اور کئی روز تک سوگ منایا تھا۔

حضرت عمروؓ بن عاص معرکہ ذات سلاسل میں دو سو مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے تھے اور شاندار کامیابی حاصل کی تھی فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریمؐ نے انہیں عمان کے حکمران کے پاس دعوتِ اسلام کا خط دے کر بھیجا تھا۔ اور اس حکمران نے حضور نبی کریمؐ کے دعوتی خط سے متاثر ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت عمروؓ بن عاص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں مرتدین کی

(باقی صـ ۱۹ پر)

اخبارِ جہاد

صوبہ فرح میں روسی دستوں کی فوجی کاروائی، قندہار کے سرحدی علاقے میں تین حفاظتی چوکیاں تباہ کر دی گئیں

لندن ۲ اپریل (داراالسلام افغان)

افغانستان کے جنوبی صوبے قندہار میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ۲۵ مارچ کو سرحدی علاقے سپین بلاک میں تین حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا۔ کمانڈر حافظ عبدالرحیم کی قیادت میں اس کاروائی میں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک بکتر بند گاڑی کے ساتھ ایک ٹرک تباہ کر دیا گیا۔ حفاظتی چوکیوں میں متعین فوجیوں کی فائرنگ سے دو مجاہد شہید ہوگئے۔

ایران سے ملنے والے مغربی المنان صوبے فرح میں مجاہدین نے روسی حکام کی فوجی کاروائی ناکام بنادی۔ جس کا مقصد مجاہدین کے ٹھکانوں پر قبضہ کرنا تھا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی دستوں نے ۲۳ مارچ کو فرح شہر سے آٹھ کلومیٹر دور زیرک کے علاقے میں مجاہدین کے مرکز پر حملہ کیا۔ فوجی کاروائی کے دوران حزب اسلامی کے مجاہدین نے دن بھر کی شدید مزاحمت کے بعد حملہ آور بکتر بند دستوں کو مار بھگایا۔ چو چالیس کلاشنکوف رائفلیں اور ایک بھاری مشین گن چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ خونریز معرکے میں باون روسی فوجی ہلاک و زخمی اور تین مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق فوجی دستوں میں شامل چودہ افغان فوجی اسلحے سمیت مجاہدین سے آملے۔ مجاہدین نے قبل ازیں ۱۸ مارچ کو نوبہار اور ملاامان کے علاقوں میں روسیوں کے حملے پسپا کر دیئے۔ جن کے نتیجے میں پندرہ روسی فوجی ہلاک اور نو گرفتار کر لیئے گئے جھڑپوں کے دوران مارٹروں سے لدا ہوا ایک ٹرک اور تیرہ کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ ایک مشین گن مجاہدین کے ہاتھ آئی۔ گرفتار ہونے والوں میں دو افسر شامل ہیں۔

خوست چھاؤنی پر مجاہدین کے حملے میں ایک ہیلی کاپٹر تباہ۔ روسی پائلٹ اور عملہ ہلاک، ایک جیپ اڑا دی گئی

افغان صوبے پکتیا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۷ مارچ کو خوست چھاؤنی پر راکٹ برسائے جس سے ایئر فیلڈ پر کھڑا ایک روسی ہیلی کاپٹر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ راکٹوں کے فائر سے ایک جیپ تباہ اور ہیلی کاپٹر میں سوار روسی پائلٹ کے علاوہ دیگر عملہ ہلاک ہوگیا جو سامانِ رسد پہنچا کر گردیز واپس جا رہے تھے۔

روسی فوجیوں کو لانے والے دو ہیلی کاپٹر تباہ۔ قندہار کے نزدیک فوجی کاروائی کی کوشش ناکام بنا دی گئی

افغان مجاہدین نے قندہار کے نزدیک دو ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے۔ جو دامان کے علاقے میں روسی فوج لا رہے تھے اطلاعات کے مطابق ۷ اپریل کو تشکور کاریز کے تمام ہیلی کاپٹروں کے ذریعے

فوجی کمک پہنچائی جا رہی تھی کہ مجاہدین نے راکٹوں کے ذریعے دو ہیلی کاپٹر نشانہ بنا لئے۔ یہ ہیلی کاپٹر روسی فوجیوں کو چھوڑ کر واپس جا رہے تھے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹ اور عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

ادھر افغانستان کی وادی کنڑ میں مجاہدین نے ۹ راپریل کو صوبائی ہیڈ کوارٹر اسد آباد کے نزدیک فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ اس کارروائی میں راکٹوں کے فائر سے فوجی قافلے کا ایک ٹینک اور تین گاڑیاں اڑا دی گئیں۔ بکتربند دستہ جلال آباد سے اسد آباد جا رہا تھا جسے سرکانی قصبے سے پہلے مجاہدین نے گھیر لیا۔

غزنی ایئرپورٹ پر مجاہدین کا حملہ

رن وے پر کھڑا ایک روسی ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا

افغان مجاہدین نے ۸ راپریل کو غزنی ایئرپورٹ پر میزائلوں سے حملہ کیا۔ میزائلوں کے فائر سے رن وے پر موجود ایک ہیلی کاپٹر ملبے میں تبدیل ہو گیا جبکہ ہوائی اڈے کی عمارت اور فوجی تنصیبات بھی متاثر ہوئیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس معرکے میں آٹھ روسی فوجی مارے گئے

جینوا معاہدے پر دستخط سے ایک گھنٹے بعد پکتیا میں مجاہدین پر روسی حملہ

پورے افغانستان میں ہر جگہ پوری شدت سے جنگ جاری ہے

جینوا معاہدے پر دستخط کے باوجود افغانستان میں جنگ جاری ہے۔ صوبہ پکتیا کی زازی چھاؤنی سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جینوا معاہدے کے صرف ایک گھنٹے بعد روسی دستوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا لیکن مجاہدین کی طرف سے بھرپور مزاحمت کے بعد فوجی دستے واپس چلے گئے۔ بعد ازاں مجاہدین زازی چھاؤنی سے پانچ سو میٹر کے فاصلے پر مورچہ زن ہو گئے اور رات گئے تک فریقین میں مارٹر گنوں اور خود کار ہتھیاروں سے فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا۔

جہادی ذرائع نے بتایا ہے۔ کہ زازی میں ۱۵ راپریل کی صبح کا آغاز حسب معمول روسی جہازوں کے گشت اور مجاہدین کے ٹھکانوں پر گولہ باری سے ہوا۔ صوبہ پکتیا میں مجاہدین کے مراکز الفتح، مرکز جدید اور جہاد وال کے وائرلیس اسٹیشنوں پر ملنے والی اطلاعات کے مطابق جینوا معاہدے کی صبح افغان عوام پر روسیوں کے حملوں سے شروع ہوئی جو ہر جگہ پوری شدت سے جاری تھے۔ ادھر افغانستان کے صوبے پکتیا میں روسی طیاروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جس سے چار مجاہد شہید اور سترہ زخمی ہو گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ۱۱ راپریل کو اس بمباری سے جمعیت اسلامی کے مرکز کی تنصیبات نقصان سے محفوظ رہیں۔ اطلاعات کے مطابق سرحدی چھاؤنی خوست کے نزدیک حزب اسلامی کے مجاہدین نے تورہ غاڑہ کی حفاظتی چوکی کے ایک افسر سمیت دس کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے۔ ۷ راپریل کو تیز رفتار کارروائی کے دوران مجاہدین نے ایک مشین گن اور ایک وائرلیس سیٹ پر قبضہ کر لیا۔ اسی روز مجاہدین نے سامان رسد کا ڈپو تباہ کرنے کے علاوہ

علی خیل کے علاقے میں ایک فوجی جیپ اڑا دی۔ جس میں سوار دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو گرفتار کر لیے گئے۔

کابل کے ریڈیو اسٹیشن اور فوجی ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ

افغانستان کے دارالحکومت کابل میں مجاہدین نے ریڈیو اسٹیشن کے علاوہ روسی فوج کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر اور ایک فوجی مرکز کو بیک وقت نشانہ بنایا ہے۔ جہاں نقصانات کا فوری طور پر اندازہ نہیں ہو سکا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے شہری چھاپہ مار مجاہدین نے اپنے کمانڈروں ہمدرد خان، عبدالوکیل، گل رحمان اور دادشاہ کی قیادت میں کابل کی فوجی تنصیبات پر میزائلوں سے حملہ کیا۔ ۷ر اپریل کی صبح اس کارروائی کے دوران زمین سے زمین تک مار کرنے والے یہ میزائل یکہ توت کے علاقے میں ریڈیو اسٹیشن اور چکری کے مقام پندرھویں ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر گرے۔ جس سے متاثرہ مقامات پر زبردست دھماکوں کے بعد دھوئیں کے بادل چھا گئے۔

یاد رہے کہ کابل میں ۴ر اپریل کو بم کے دھماکے سے کٹھ پتلی انتظامیہ کے وزیر داخلہ سید محمد گلاب زوئی کی کار تباہ ہو گئی تھی جس میں سوار کار کا ڈرائیور اور ایک محافظ مارا گیا۔ اپریل کے پہلے ہفتے کے دوران کابل میں وزارت دفاع اور داخلہ کی عمارتوں میں بھی بموں کے دھماکے ہوئے جس سے جانی نقصان کے ساتھ سرکاری عمارات شدید متاثر ہوئیں۔

صوبہ وردگ اور غزنی میں چھاپہ مار کارروائیاں

کابل کے مغرب کی طرف صوبہ وردگ سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے پل سرخ کے مقام فوجی دستے کا ایک ٹینک اور دو ٹرک تباہ کر دیئے ۲ر اپریل کو اس کارروائی میں بارہ روسی کٹھ پتلی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ جب کہ پسپا ہونے والے دستے کی تین کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ بھاگتے ہوئے فوجیوں نے راستے میں دیہی آبادیوں پر گولہ برسائے جس سے آٹھ مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے ادھر صوبہ غزنی کے سب ڈویژنل قصبے شولگر اور نواحی علاقوں میں مجاہدین نے فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔

اطلاعات کے مطابق ۲۹ر مارچ کو مجاہدین نے کمانڈر مولوی عبدالسلیم کی سرکردگی میں خواجہ نور کے مقام حفاظتی چوکی کے تین پختہ مورچے تباہ کر دیئے اسی روز مجاہدین نے سب ڈویژنل قصبے شوگر کی حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جہاں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے قبل ازیں ۲۸ر مارچ کو روسی طیاروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں اور دیہی آبادیوں پر بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں چودہ مکانات تباہ ہو گئے۔

کابل کے نواح میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں۔ خاد کے چار ایجنٹ ہلاک دس گرفتار کر لئے گئے

دارالحکومت کابل کے نواحی علاقے شکر درہ میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران خاد کے چار ایجنٹ ہلاک اور دس گرفتار کر لئے گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۲ر اپریل کو شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے قلعہ دشت کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ

کیا۔ جہاں خاد کا ایک ایجنٹ ہلاک اور تین کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ جب کہ دیگر فوجی بھاگ کھڑے ہوئے، حفاظتی چوکی سے ایک راکٹ لانچر، بارہ کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود سمیٹ کر مجاہدین اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ اسی روز مجاہدین نے قلعہ دانش مند کی حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ جس کے دوران خاد کے تین اہلکار ہلاک اور سات فرار ہونے والے قابو آگئے۔ کمانڈر ڈاکٹر خان آغا کی قیادت میں اس کارروائی میں انتیس کلاشن کوف رائفلیں، دو راکٹ لانچر، ایک وائرلیس سیٹ اور گولہ بارود پر قبضہ کر کے مجاہدین نے حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی۔ کابل کے مشرق کی طرف کابل جلال آباد شاہراہ پر سب ڈویژنل قصبے سروبی کے نزدیک مجاہدین نے ۱۴ اپریل کو تنگی ابریشم کے علاقے میں گشتی فوجی دستے پر راکٹوں سے حملہ کر کے ایک ٹینک اور ایک گاڑی کا صفایا کر دیا۔

تباہ شدہ ٹینک اور گاڑی کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔ جبکہ متعدد فوجی زخمی بتائے گئے ہیں۔ اسی معرکے کے نتیجے میں کابل جلال آباد شاہراہ سارا دن بند رہی۔

صوبہ نیمروز میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں، چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی، دو ٹینک تباہ ہو گئے

بلوچ اکثریتی افغان صوبے نیمروز میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے جبکہ ایک بند گاڑی اور دو ٹینک راکٹوں کا نشانہ بن گئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۴ مارچ کو خاشق کے مقام پر فوجی دستے پر حملہ کیا۔ جسے راکٹوں کے فائر سے دو ٹینکوں سے محروم ہونا پڑا۔ اس معرکے میں نو روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔ دو روز بعد اسی علاقے میں مجاہدین نے گشتی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی اڑا دی جس کے عملے کے پانچ افراد ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔

صوبہ ہرات میں چھاپہ مار کارروائیاں
قندھار کے قصبے پنجوائی پر مجاہدین کا قبضہ برقرار ہے

افغانستان کے مغربی صوبے ہرات میں مجاہدین نے ۱۷ مارچ کو زندہ جان اور غوریان کے مقام پر روسی فوجی کیمپوں پر راکٹوں سے حملے کئے۔ ان کارروائیوں میں تین ٹینک تباہ اور بیس روسی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اسی روز قندھار شہر کے نزدیک گشتی فوجی دستے کو نشانہ بنایا جسے ایک ٹینک اور بکتر بند گاڑی سے محروم ہونا پڑا ادھر قندھار کے جنوب مغرب میں واقع سب ڈویژنل قصبے پنجوائی پر مجاہدین اپنا کنٹرول برقرار رکھے ہوئے ہیں جس پر ۱۹ مارچ کو قبضہ کیا گیا تھا مجاہدین نے قندھار۔ ہرات شاہراہ سے پنجوائی آنے والی سڑک پر بارودی سرنگیں نصب کرنے کے علاوہ پختہ مورچے تعمیر کئے ہیں تاکہ امدادی دستوں کی پیش قدمی کو روکا جا سکے۔

روسی فضائیہ کے اہم اڈے شین ڈنڈ
کی حفاظتی چوکی پر افغان مجاہدین کا حملہ
قندہار شہر کے نزدیک ایک ٹینک
ایک بکتر بند گاڑی تباہ کر دی گئی

لندن ۱۴ اپریل (اٹانس افغان)

افغانستان کے صوبے ہرات میں مجاہدین نے روسی فضائیہ کے دوسرے بڑے اڈے شین ڈنڈ کی حفاظتی چوکی تباہ کر دی جہاں خونریز تصادم میں بیس روسی فوجی ہلاک و زخمی اور چار شہید ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳ اپریل کو راکٹوں سے حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ چھاپہ مار کارروائی شروع ہوتے ہی حفاظتی چوکی میں متعین پچیس افغان فوجی مجاہدین سے آملے جن کے تعاون سے ایک ٹینک ایک مارٹر گن، ایک وائرلیس سیٹ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

ادھر قندہار شہر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۵ اپریل کو نواحی علاقے تیموریاں میں حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے۔ تیز رفتار حملے کے دوران راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہو گئی جس کا بیشتر عملہ ہلاک ہو گیا۔ اس کارروائی میں مجاہدین جانی نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

صوبہ ننگرہار میں بٹالین ہیڈ کوارٹر پر حملہ

مشرقی افغان صوبے ننگرہار میں حزب اسلامی سے تعلق رکھنے والے ظفر فرنٹ کے مجاہدین نے جلال آباد کے جنوب مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے نازیاں میں بٹالین ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا۔ ۷ اپریل کی اس کارروائی میں متعدد فوجی تنصیبات تباہ ہو گئیں۔ جبکہ فرار ہونے والا کابل انتظامیہ کا ایک فوجی اسلحے سمیت مجاہدین کے قابو آ گیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے عملے میں ایک ٹینک اور ایک ٹرک تباہ ہو گیا۔ تاہم ہلاک اور زخمی ہونے والے کٹھ پتلی فوجیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی

روسی سرحد کے نزدیک مجاہدین اور
فوجی دستوں کی خونریز جھڑپ
بارہ سے زائد روسی فوجی ہلاک
سات مجاہد شہید ہو گئے

لندن ۳۱ مارچ (اٹانس افغان)

افغانستان کے شمال مغربی صوبے فاریاب میں روسی سرحد کے نزدیک خونریز جھڑپ کے دوران ایک ٹینک اور چار فوجی گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ سات جماعتی اتحاد کی تنظیموں کے مجاہدین نے ۱۷ مارچ کو شرین تگاب قصبے کے نواح میں روسی بکتر بند دستے پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ اس کارروائی میں تین افسروں سمیت دس روسی فوجی ہلاک اور سات مجاہدین شہید ہو گئے۔ اسی روز صوبائی ہیڈ کوارٹر میمنہ کے نزدیک مجاہدین نے گشتی فوجی دستے پر یلغار کی۔ جس کے دو فوجی ہلاک اور پانچ زخمی ہو گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق صوبہ پکتیکا میں گھات لگائے مجاہدین نے ۲۴ مارچ کو راکٹوں کے ذریعے صوبائی صدر مقام شرنہ آنے والے فوجی دستے کی دو گاڑیاں اڑا دیں۔ اگلے روز نصرت فرنٹ کے مجاہدین نے شاہ توری کے علاقے میں فوجی قافلے کو گھیر کر حملہ کیا جو چار لاشیں اور متعدد زخمی سمیٹ کر بھاگ نکلا۔

جلال آباد کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی

مشرقی افغان صوبے ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۸ مارچ کو کمانڈر شیر شاہ کی قیادت میں جلال آباد کے نزدیک گوراتپہ کے مقام پر حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ اس معرکے میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی۔ جن کا عملہ مارا گیا۔ اس علاقے میں دو روز قبل کی ایک اور کارروائی کے دوران مجاہدین نے ایک ٹینک ناکارہ بنا دیا جس میں سوار تین روسی فوجی ہلاک ہو گئے

افغانستان کے دس صوبوں میں

مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

حزب اسلامی کے ذرائع نے مارچ کے تیسرے ہفتے افغانستان کے دس صوبوں میں چھاپہ مار کارروائیوں کی اطلاعات دی ہیں۔ جن کے دوران روسی کٹھ پتلی دستوں کو بھاری جانی و مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ان ذرائع کے مطابق افغان صوبوں سمنگان، تخار، بغلان، کنڑ، ننگرہار، پکتیا، غزنی، قندہار ہلمند اور فاریاب میں مجاہدین نے ۱۵ سے ۲۲ مارچ تک فوجی تنصیبات کے علاوہ روسی دستوں پر حملے کئے۔ چھاپہ مار کارروائیوں کا اہم معرکہ قندہار کے سب ڈویژنل قصبے پنجوائی کی تسخیر ہے۔ جس پر مجاہدین نے ۱۹ مارچ کو قبضہ کر لیا۔ صوبہ ہلمند میں تین دن تک خونریز لڑائی کے بعد مجاہدین نے ۲۴ مارچ کو سب ڈویژنل قصبے سنگین کا کنٹرول حاصل کر لیا تھا جو ابھی تک برقرار ہے۔

قندہار کے قصبے پنجوائی پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے فوجی کارروائی

بارہ سے زاید فوجی ہلاک

ایک طیارہ گرا لیا گیا

لندن یکم اپریل (اژانس افغان)

قندہار شہر کے جنوب مغرب میں بیس کلومیٹر دور سب ڈویژنل قصبے پنجوائی پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے روسی حکام کی کارروائیاں جاری ہیں۔ تاہم ۳۰ مارچ کی اطلاعات ملنے تک مجاہدین اس قصبے پر کنٹرول برقرار رکھے ہوئے تھے

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ روسی دستوں کی تازہ کوشش ۲۷ مارچ کو ناکام بنادی گئی۔ جب مجاہدین نے پنجوائی کے نواح میں صالحان کے مقام پر روسی فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ روسی دستہ ایک گھنٹے کی مزاحمت کے بعد دو بکتر بند گاڑیوں کا ملبہ چھوڑ کر چار لاشیں لئے قندہار کی طرف پسپا ہو گیا۔ مجاہدین نے فرار ہونے والے فوجیوں کی پانچ کلاشن کوف رائفلوں پر قبضہ کر لیا۔

ادھر افغانستان کے صوبہ پکتیا سے حرکت انقلاب اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے ۲۵ مارچ کو خوست کے محاذ پر ایک روسی طیارہ مار گرایا۔ جو مجاہدین کے مورچوں پر بمباری کر رہا تھا۔ اسی روز مجاہدین نے کمانڈر ملا خلیل کی قیادت میں جوگیان کے مقام حقانی چوک کے دو ٹینک تباہ کر دیئے۔ ان مجاہدین نے قبل ازیں ۲۳ مارچ کو نازی چھاؤنی اور اس کے اطراف میں فوجی تنصیبات پر گولہ باری کی۔ جس کے نتیجے میں سات کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اس کارروائی میں ایک گاڑی تباہ اور گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا۔

افغان رہنما مولانا محمد یعقوب

شریعت یار کی صدر ضیا سے ملاقات

افغان صوبے پکتیا کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے معاون مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے گذشتہ روز پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کی۔ جو پون گھنٹے تک جاری رہی۔

ملاقات کے دوران افغان تحریک مزاحمت کے مختلف پہلو زیر بحث آئے جن کے بارے میں صدر مملکت کو تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے افغان مہاجرین کو تمام تر سہولتیں بہم پہنچانے پر پاکستان کے عوام اور حکومت کا شکریہ ادا کیا جس پر صدر مملکت نے انہیں بتایا کہ افغان بھائیوں کی دیکھ بھال ہمارا دینی فریضہ ہے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین کی مزید چھاپہ مار کاروائیاں
اسلحے کا ڈپو نذر آتش، بائیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی

لندن ۳۰ مارچ (اژانس افغان)
افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں جہاں مجاہدین نے ۲۴ مارچ کو سب ڈویژنل قصبے سنگین پر قبضہ کر لیا تھا۔ صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکرگاہ کے نزدیک اسلحے کا ڈپو اڑا دیا گیا
ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲۰ مارچ کی صبح لشکرگاہ کے شمال میں سب ڈویژنل قصبے نادعلی میں فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ اس کارروائی میں جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ راکٹوں کے فائر سے اسلحے کا ڈپو نذر آتش اور تین پختہ مورچے تباہ ہوگئے۔
خونریز جھڑپ میں بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور تین مجاہد شہید ہو گئے۔ دو روز قبل مجاہدین نے لشکرگاہ کے مضافات میں روسی فوجی مرکز پر یلغار کی جس کے نتیجے میں دس روسی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں۔
ادھر ایرانی سرحد سے ملنے والی مغربی افغان صوبے فرح میں مجاہدین نے ۱۷ مارچ کو شین ڈنڈ ایربیس کے ایک حفاظتی کیمپ پر راکٹ برسائے فوجی کیمپ کا ایک ٹینک اور تین گاڑیاں راکٹوں کا نشانہ بن گئیں۔ جب کہ آٹھ کابل فوجی ہلاک ہوگئے۔

صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں۔ سامان رسد کا ڈپو تباہ، بارہ افغان فوجی مجاہدین سے آملے

لندن ۲۰ اپریل (اژانس افغان)
افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر مجاہدین نے ۱۷ اپریل کو بٹری کے مقام پر سامان رسد کا ڈپو تباہ کر دیا۔ جہاں تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔
ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق ایک روز قبل اسی علاقے میں مجاہدین اور فوجی دستے کے درمیان جھڑپ میں ایک افسر سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے۔ زازی کے علاقے میں ایک اور چھاپہ مار کاروائی کے دوران مجاہدین نے گشتی دستے کا ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی اڑا دی جب کہ دو افغان فوجی اسلحہ لے کر مجاہدین سے آملے۔ اس کاروائی میں چار مجاہد زخمی ہوئے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ بٹری کے علاقے میں ایک حفاظتی کیمپ میں دس افغان فوجی چھ کلاشنکوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ لئے مجاہدین کے مرکز پہنچ گئے۔

وادی کنڑ میں حفاظتی چوکی پر حملہ

پندرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، بھاری

اسلحہ اور گولہ بارود تباہ کر دیا گیا

مشرقی افغان صوبے کنڑ سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر اسد آباد کے نزدیک شامکار نامی پہاڑی کی چوٹی پر قائم حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ ۵، اپریل کو مجاہدین نے حفاظتی چوکی پر راکٹ اور میزائل برسائے۔ جس سے حفاظتی چوکی کی ایک بھاری مشین گن اور آٹھ مارٹر گنوں کے ساتھ گولہ بارود تباہ ہو گیا۔ اس معرکے میں تین روسی مشیروں سمیت پندرہ فوجی ہلاک اور دیگر فرار ہو گئے۔ جس کے بعد مجاہدین حفاظتی چوکی پر قابض ہو گئے۔ حفاظتی چوکی کے راستے میں بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک مجاہد ولی خان شہید اور مجاہد دلاور خان زخمی ہو گیا۔

دو دن بعد فوجی دستوں نے سوکئی، پشد اور خاص کنڑ کے علاقوں سے حفاظتی چوکی پر جوابی حملہ کیا جس کے نتیجے میں اسلحہ اور گولہ بارود کے ختم ہونے سے مجاہد عقبی مورچوں کی طرف نکل گئے۔

(از انس افغان)

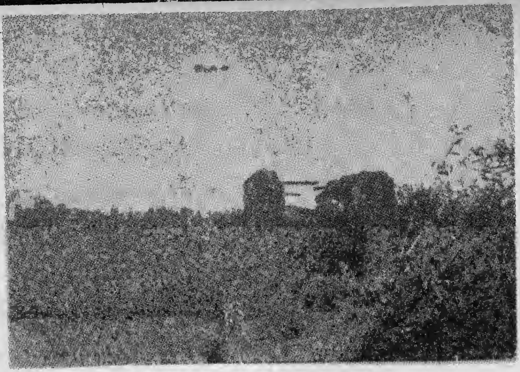

بقیہ: عمرو بن العاص رض

سرکوبی میں بڑی مستعدی اور سرگرمی سے کام لیا تھا۔

مشہور اور ممتاز صحابی حضرت عمرو رض بن عاص جو فاتح مصر و شام کہلائے جنگِ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑتے تھے انہی ایام میں انہوں نے مصر میں حضرت علی رض کے مقرر کردہ گورنر محمد بن ابوبکر رض کو شکست دے کر مصر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ حضرت عمرو رض بن عاص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث بھی روایت کی ہیں۔

میں افغان مجاہدین کو ان کے جذبۂ جہاد اور بے پناہ قربانیوں پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ افغانوں نے سرخ سامراج کے خلاف زبردست جدوجہد کر کے اپنی تاریخ نہیں دُہرائی بلکہ اسے پاکستان کی سرحدوں سے دُور رکھنے کی بھی کامیاب کوشش کی ہے۔ ربِ ذوالجلال کے شکرگزار ہونا چاہیئے کہ افغان عوام کی تحریک آزادی اب منزل سے ہمکنار ہوا چاہتی ہے۔

"معین الدین، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور"

قافلۂ شہداء

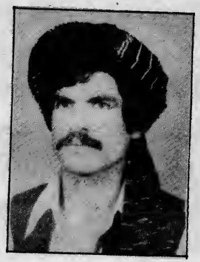

شہید شہزادہ

جناب شہید شہزادہ ولد صاحب جان نے بھی اپنا نام ان لازوال ہستیوں میں شامل کرا لیا جن کے بارے میں حافظ شیرازی نے یوں فرمایا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جناب صاحب جان کے جوانسال فرزند شہید شہزادہ نے صوبے میدان کے "کان عزت" نامی گاؤں کے ایک نہایت شریف، دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ وہ جناب والدین کی نیک تربیت کے باعث بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ ابھی عنفوان جوانی کو نہیں پہنچے تھے کہ افغانستان میں روسی غلاموں کی طرف سے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ دن بہ دن افغانستان کی پاک فضا کفر و الحاد کے کالے بادل سے مکدّر ہونے لگی، افغان عوام کا خون ارزاں ہوگیا اور ان کے سر گاجر مولی کی طرح کاٹے جانے لگے اس نوخیز مجاہد نے اپنے دین اور وطن کو خطرے میں پایا اور دنیوی کاموں سے منہ پھیرا۔ بندوق اٹھائی اور میدانِ جہاد میں کود پڑا۔ جہاد کے دوران اس نے اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ کئی معرکوں میں حصہ لیا۔ دشمن کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچایا اور اپنی جنگی صلاحیت کی بناء پر ان کے ہمرزم مجاہد ساتھیوں نے انہیں نظامی ایمونیشن کا انچارج مقرر کردیا۔ ایک طویل عرصے تک میدانِ کارزار میں دشمن کے لئے قہر سامان بنے رہے۔

آخر کار ۲/اگست ۱۹۸۷ء کے ایک خونین معرکے میں وہ دشمن کی ایک بے رحم گولے کا نشانہ بنے اور اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

شہید سید عثمان

جوان سال شہید سید عثمان آج سے ۲۵ سال پہلے صوبے سمنگان کے (قوش آسیاب) نامی گاؤں کے ایک شریف دیندار اور علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سمنگان شہر کے ایک مقامی اسکول میں حاصل کی اور پھر اپنے ذوق کے مطابق انہوں نے کابل یونیورسٹی میں داخلہ لیا ابھی ان کی اعلیٰ تعلیم کے دو سال ہی گزرے تھے کہ افغانستان میں شرمناک اور خونین "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ اس مرد مومن نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی اور تعلیم چھوڑ کر کمیونسٹوں کے خلاف قیام کیا۔ پھر ایک دفعہ ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے

فرمان الٰہی

ایمان کا لازمی تقاضا

تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا " ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا۔ جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

(سورۃ ممتحنہ)

تشریح:

یعنی ہم تمہارے کافر ہیں نہ تمہیں حق پر مانتے ہیں نہ تمہارے دین کو۔ اللہ پر ایمان کا لازمی تقاضا طاغوت سے کفر ہے۔ پس جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آیا اس نے درحقیقت مضبوط سہارا لیا۔ جو ٹوٹنے والا نہیں۔

تین سال پاکستان میں ہجرت کے دن کاٹے۔ آخر کار ۲۷/۲۸ رمضان المبارک ۱۹۸۷ء کی رات کو جب وہ اپنے ہی کمرے میں سو رہے تھے۔ روسی ایجنٹوں نے ان پر رات کی تاریکی میں حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا۔

شہید مسلم

شہید مسلم ولد سید لوذ ۱۹۶۱ء میں وادی پنجشیر کے غجی نامی گاؤں کے ایک دیندار، متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے ایک ذہین اور ہوشیار تھے۔ اسی بنا پر ان کے والدین نے اسے دینی مدرسے میں داخلہ دلوا دیا۔ نام نہاد "انقلاب ثور" آنے سے پہلے انہوں نے بے شمار دینی کتب کا مطالعہ کا مطالعہ کر لیا تھا۔ جب افغانستان میں کفر و الحاد کے بادل اُمنڈ آئے اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ تو اس مرد مجاہد نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور یہ عزم لے کر میدان جہاد میں کود پڑے کہ سر کٹوا کر شہید بنے یا پھر کامیاب ہو کر غازی بنے۔ جناب شہید مسلم نے درۂ پنجشیر، گلبہار سالنگ، استالف، کاریزمیر، شکردرہ بدخشاں اور بغلان کے محاذوں پر دشمن کا نہایت دلیری سے مقابلہ کر کے ان کے دانت کھٹے کر دیئے بے شمار روسی اور کابلی انتظامیہ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر بھاری مقدار میں گولہ بارود غنیمت کے طور پر حاصل کیا۔

آخر کار وادی پنجشیر کے (پشغور) نامی علاقے میں دشمن سے ایک خونریز جھڑپ کے دوران ۲۳ سال کی عمر میں شہادت پائی۔

شہید گل محمد "عابد"

شہید گل محمد "عابد" ولد ملا حیات خان ۱۹۶۶ء صوبے لغمان کے کوحی نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں انہیں اسکول میں داخلہ دلوایا گیا اور ابتدائی دینی تعلیم انہوں نے اپنے قریبی مساجد کے علمائے کرام سے حاصل کی وہ بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کے شائق تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی ان دونوں آرزوؤں کو عالم جوانی میں پورا کر دیا جونہی افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا تو انہوں نے اپنے دینی فریضے کی ادائیگی کے لیے کاروبار زندگی سے منہ موڑا اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ ایک مرتبہ وہ روسی مزدوروں کے ذریعے گرفتار ہوئے اور ایک لمبی مدت تک دشمنوں کے بند اسارت میں رہے۔ جونہی انہوں نے قید سے رہائی پائی۔ تو عازم پاکستان ہوئے اور ضلع مردان کے خیر المدارس نامی مدرسے میں اپنی دینی تعلیم کو دوام بخشا، ذوقِ جہاد اور شہادت سے سرشار ہو کر انہوں نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی اور ایک بار پھر میدان جہاد میں اتر آئے۔ کئی معرکوں میں شرکت کی اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر ان سے گولہ بارود چھینا۔ آخر کار صوبے لغمان کے خیروخیل نامی علاقے میں دشمن کے ساتھ ایک خونین جھڑپ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں یہ نوجوان مجاہد ۱۹ جون ۱۹۸۷ء کو جام شہادت نوش کر گئے۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا۔ ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اِسلامی کا احیاء۔

ارمغانِ
ہفت ثور کا ایک
نمونہ

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان کا معیار

بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث جسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کوئی شخص ایمان نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تشریح:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اسلامی معاشرے کی جس بنیادی خصوصیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ وہ باہمی اخوت اور اس کے تقاضے ہیں۔ اخوت ہی تو در اصل وہ بنیادی خوبی ہے۔ جو اسلامی معاشرے کو دنیا کے سارے خود غرضانہ معاشروں اور مفاد پرستانہ نظاموں سے ممتاز کرتی ہے

انسان جن اخلاقی بیماریوں سے سب سے زیادہ پریشان ہوا ہے اور جو آج بھی انسانی معاشرے کو مصیبت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں ان تمام اخلاقی خرابیوں اور مہلک بیماریوں میں خود غرضی اور مطلب پرستی سر فہرست ہے، ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ وہ بڑا بنے اس کی عزت ہو، اس کی خواہشات بغیر کسی رکاوٹ کے پوری ہوں۔ قدم قدم پر زندگی کی لذتیں اور راحتیں اس کے ہمرکاب رہیں۔ لوگ اس کی بات مانیں۔ عہدہ و اقتدار کی بات ہو تو لوگ اعزاز و افتخار کا ہر تمغہ اس کے سینے پر سجا دیں رہنمائی کا وقت آئے تو ہر نظر اسی کی طرف اٹھے۔ مال و دولت کی فراوانی کا ہر سمندر اسی کی طرف رواں دواں ہو اور یہ افراطِ مال و زر کا سیلاب دلپذیر ہمیشہ یونہی بہتا رہے۔ نہ اس کی سمت بدلے اور نہ اس کی روانی میں کمی آئے اور کائنات کی ساری قوتیں اس کے مال و جان کے تحفظ کی ضمانت دیں۔

غرض کہ اظہارِ انا اور حفاظتِ ذات کا یہ ایک فلک بوس حصار ہے کہ جو ہر شخص نے اپنے گرد تعمیر کر رکھا ہے اور اس خود ساختہ آہنی قلعے کی بقا ہی کو وہ در اصل بقائے کائنات تصوّر کرتا ہے۔ اور جب کسی سے یہ کہا جائے کہ دوسروں کی بھی عزت کرو۔ کسی اور کی بات بھی اگر معقول ہو تو ضرور مانو اور ذرائع مال و دولت پر دوسروں کے حق کو بھی تسلیم کرو۔ دوسروں کا تم پر بھی حق ہے کہ یہ آبرو کی چار دیواری ان کی عزّت کے تحفظ کے لئے بھی تعمیر کرو۔ تو پھر آپ دیکھتے ہیں کہ یہیں سے وہ کش مکش شروع ہو جاتی ہے کہ جو ابتدا سے لے کر آج تک ساری تباہیوں کا باعث رہی ہے اور اسی کش مکش نے ہمیشہ آدمی کو آدمی سے لڑایا ہے اور انسان کو انسان کا دشمن بنایا ہے۔

یہی اپنی ذات کی جنگ ساری دنیا میں برپا تھی۔ جب اللہ کو اپنے بندوں پر رحم آیا اور انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں وہ سحابِ رحمت عطا ہوا کہ جو ساری انسانیت پر رحمت کی بارش برسا گیا اور محبّت کی فضا کو اپنے اخلاقِ کریمانہ کی خوشبو سے ایسا مہکایا گیا کہ یہ مہک آج بھی اہل ایمان کے دل میں بسی ہوئی ہے۔ اور اسی سے وہ سارا اخلاقی

نظام معطر ہے کہ جس نے سب سے پہلے لوگوں کو اخوت کا پیغام دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو انسان کو پہلی بار بہ لحاظ انسان خود غرضی کی اس مہلک فضا سے نجات کا راستہ نظر آیا اور محبت و اخوت کی خوشبو انسان نے پہلی بار محسوس کی۔

جو نظامِ زندگی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسانوں کو عطا کیا۔ اس کی بنیاد ہی قرآن کریم نے یہ قرار دی کہ " انما المومنون اخوۃ " یقیناً سارے اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا انہیں آپس میں ایک دوسرے کا ہمدرد اور غمگسار ہونا چاہیئے۔

وہ انقلابِ انسانیت اور تبدیلیٔ فکر و نظر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے برپا کی۔ اور جس انقلاب کی ہمہ گیری اپنی مثال آپ ہے وہ محض عبادات یا پرستش کے چند قاعدوں یا شادی بیاہ اور موت و پیدائش پر ادا کی جانے والی چند رسومات کا نام نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک مکمل نظام ہے اور اس کا نقشہ۔ اس کا انداز، اس کا طریقۂ کار سب سے جدا اور سب سے ممتاز ہے۔ وہ مکمل قلبِ ماہیت اور کامل انقلاب ظاہر و باطن کا مظہر ہے اور یہی تبدیلیٔ فکر و نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک فرمان سے ظاہر ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

اب جو شخص بھی اہل ایمان کے گروہ میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو جہاں اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانے، اس کی وحدانیت پہ یقین کرے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنی عبادات کو خالصتاً اللہ ہی کے لئے وقف کر دے، وہیں یہ بات بھی پوری طرح سمجھ لے کہ یہ دین اور یہ نظام نہ فرقہ بندی کا قائل ہے اور نہ یہاں طبقہ بندی ہی کی کوئی گنجائش ہے اسی نظام کا مرکزی نکتہ خدا کی توحید ہے اور اسی توحید الٰہی کا بنیادی تقاضا انسانی برادری کی خدمت بھی ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کے داخل اسلام ہوتے ہی نہ صرف یہ کہ ان کا نقطۂ نظر یکسر تبدیل ہو جائے بلکہ ان کے سوچنے کے انداز اور عمل کرنے کے قرینے سارے کے سارے یکسر بدل کر اس نظام کے تابع ہو جانے چاہئیں جو اسلام کا تقاضا ہے۔ لہٰذا جو شخص ایمان لایا ہے۔ اس کا انداز نظر خود غرضانہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب مرکزِ نگاہ بدلا ہے۔ تو پھر محورِ عمل بھی تبدیل ہونا ضروری ہے۔

جب تم اس دین پر ایمان لائے ہو تو یہاں تمہارے ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ تم اپنے لئے عزت کا مقام چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت بھی کرو۔ بڑائی کے طلبگار ہو تو دوسروں کو بھی ان کی بڑائی کا حصہ ادا کرنے میں بخل نہ کرو، اپنے لئے زندگی کی راحتوں کے تمنائی ہو تو یہ راحتیں سب کے لئے عام کرنا تمہارا طرزِ عمل ہونا چاہیئے تم ایک ایسی جماعت کے فرد ہو جو دنیا میں امن کا پیغام لے کر اٹھی ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ زندگی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ انعام سب کے لئے ہے لہٰذا اس پر کسی کی اجارہ داری تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ جب تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہاری بے آبروئی ہو تو تم پر واجب ہے کہ تم بھی دوسروں کی بے آبروئی نہ کرو، تمہاری خواہش ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی فریب نہ کرے تو تم بھی دوسروں کے ساتھ فریب نہ کرو۔

اس حدیث پاک میں عام طور پر بھائی سے مراد مسلمان بھائی لیا جاتا ہے۔ لیکن محدث ابن العماد فرماتے ہیں کہ یہاں بھائی سے مراد انسانی برادری ہے اس لئے کافر اور مومن سب اس میں شامل ہیں اس لئے غیر مسلم کے لئے بھی وہی چیز پسند کرنی چاہیئے جو اپنے لئے پسند ہو۔ مثلاً ہم نے اپنے لئے دینِ اسلام پسند کیا ہے کہ یہی راستہ دین و دنیا میں سرخروئی و نجات کا ضامن ہے لہٰذا کافر کے لئے بھی مشرف بہ اسلام ہونے کی آرزو کرنا ایمان کی تکمیل کی دلیل ہے اور اسے مسلمان کرنے کے لئے کوشش کرنا ایک مسلمان کا فرض منصبی بھی ہے اور اس کے مال و جان کی حفاظت اور اس کی آبرو

(باقی ص۱۲ پر)

"ہفتۂ ثور"

کی مناسبت سے

جمعیت اسلامی

افغانستان کے

عالی قدر امیر

جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کا خطاب

میرے عزیز مجاہد و مہاجر بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، و بعد!

سب سے پہلے میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کی آمد پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بالخصوص افغان مسلمان قوم کو اس مبارک مہینے میں جو صبر و استقامت، دعوتوں اور تقویٰ و پرہیزگاری کا مہینہ ہے صبر، تحمل، تقویٰ، اطاعت اور مشکلات برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا عظیم اسلامی انقلاب جو اب انشاءاللہ کامیابی کے آخری مرحلے میں ہے۔ حق و باطل کی جنگ کے ان آخری دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ ہمیں مزید صبر و تحمل اور برداشت و استقامت عطا فرمائے۔

میرے عزیز بھائیو! آج "ہفت ثور" یا ۲۷ اپریل کا دن ہے۔ آج آپ یہاں اپنے وطن عزیز کے اس دردناک فاجعہ کی یاد منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اسی روز مٹھی بھر غداروں اور وطن فروشوں نے ملک و ملت کا سودا کر کے غداری کے مرتکب ہوئے۔ یہی وہ دن ہے جو ہماری تاریخ کا سب سے زیادہ المناک دن ہے۔

نام نہاد "انقلاب ثور" حقیقت میں "سٹالن پالیسی" کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جو روس نے اپنی طاقت اور زور کے بل پر دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلے مشرقی یورپ اور پھر مرکزی ایشیا کے آزاد قوموں کو کمیونزم کی غلامی میں لانے کی خاطر آزمایا۔ چنانچہ اسی ظالمانہ پالیسی کی بناء اور اپنے مزموم عزائم کو انجام تک پہنچانے کے لئے انہوں نے ہمارے مقدس سرزمین پر بھی اپنی جارحیت کا ارتکاب کیا۔

روسیوں نے چاہا کہ نام نہاد "انقلاب ثور" بروئے کار لا کر ہمارے غیور عوام کو کمیونزم کا مکروہ نشہ پلائے۔ لیکن ہمارے عوام نے کفر کی اس یلغار کے مقابلے میں اسلامی اتحاد کا وہ مظاہرہ